الرّضا عن اللہ بقضائہ

کا سلیس اردو ترجمہ

رضا و قضا

احادیث و آثار کی روشنی میں

امام ابن ابی الدنیا

ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید قرشی بغدادی

(۲۰۸ - ۲۸۱ھ)

ترجمہ

محمد روشن رضا مصباحی

ناشر:

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

حیدرآباد، دکن

"الرضا عن اللہ بقضائہ"

کا سلیس اردو ترجمہ

رضا و قضا

احادیث و آثار کی روشنی میں

امام ابن ابی الدنیا

ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید قرشی بغدادی

(۲۰۸-۲۸۱ھ)

ترجمہ

محمد روشن رضا مصباحی

ناشر

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

حیدرآباد، دکن

بفیضِ روحانی شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین

حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

سلسلۂ اشاعت بزبان اردو: 30

نام کتاب : "الرضا عن اللہ بقضائہ"

اردو نام : رضا وقضا۔ احادیث و آثار کی روشنی میں

تالیف : امام حافظ ابن ابی الدنیا۔ (823-894ء)

ترجمہ وتحقیق : مولانا محمد روشن رضا مصباحی

تقریظ : حضرت علامہ شمس الہدیٰ مصباحی استاذ: جامعہ اشرفیہ مبارک پور

تصویب وتقدیم: مولانا محمد قاسم مصباحی استاذ: جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

کمپوزنگ : محمد شوکت علی مصباحی (اختصاص فی الافتا) جامعہ اشرفیہ مبارک پور

برائے ایصال ثواب: **جناب محمد عبد الحمید صدیقی مرحوم اور**

محترمہ اکرم النساء صاحبہ مغفورہ

بتعاون : عالی جناب محمد عبد المجیب صدیقی قادری صاحب، جدہ۔ حجاز مقدس

باہتمام : محمد بشارت علی صدیقی اشرفی، جدہ۔ حجاز مقدس

ناشر : **اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن**، حیدر آباد، دکن

پہلا ایڈیشن : ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء (عرس ہم شبیہ غوث اعظم سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی)

صفحات : 64

ہدیہ : -/50

ملنے کے پتے

سُنّی پبلی کیشنز، دریا گنج، دہلی۔	09867934085
اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد۔	09502314649
مکتبہ انوار مصطفیٰ، مغلپورہ، حیدر آباد۔	09966352740
مکتبہ نور الاسلام، شاہ علی بنڈہ، حیدر آد۔	09966387400
مترجم کتاب۔ محمد روشن رضا مصباحی۔	08960912180

انتساب

امام اعظم

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی

✿

غوث اعظم

سید محی الدین عبد القادر جیلانی

✿

ہم شبیہ غوث اعظم

سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی

✿

مجدد اعظم

امام احمد رضا خان قادری بریلوی

✿

محدث اعظم

سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی

✿

سرکار کلاں

سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

✿

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین

حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

✿✿✿

شرف انتساب

محبوب سبحانی قطب ربّانی
سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی

اور

مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خاں

اور

جلالۃ العلم ابوالفیض حضرت علامہ
الشاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی

بانی الجامعۃ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

اور

جملہ اکابرین اہل سنت کے نام جنھوں نے شجر اسلام کی آب پاشی میں اپنے لیل ونہار وقف کر کے کفر والحاد کی فصیل کو حق وصداقت کے مورچے پر لگا دیا۔

ایصال ثواب

جناب عبدالغفور صاحب مرحوم وسداسی بی بی مرحومہ وجملہ مومنین ومومنات کے نام اللہ رب العزت ان تمام لوگوں کے قبروں پر رحمت وغفران کی بارش نازل فرمائے۔ آمین!

خاک پائے اولیا

محمد روشن رضا مصباحی

عرض ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے۔ بعد حمدِ خدائے تعالیٰ، بے شمار درود و سلام شاہِ لولاک، رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کے اہلِ بیت پر، ان کے محبوب اصحاب پر اور ائمہ شریعت و طریقت پر۔

"رضا و قضا - احادیث و اثار کی روشنی میں" - امام حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید قرشی بغدادی - المعروف امام ابن ابی الدنیا (۲۰۸-۲۸۱ھ) کی مشہور تصنیف "الرضا عن اللہ بقضائہ" کا پہلا اردو ترجمہ ہے۔ امام ابن ابی الدنیا نے اس مختصر مگر جامع رسالے میں بے شمار قرآنی نصوص اور 104 - احادیث و آثار کی روشنی میں رضا و قضا پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔ موجودہ دور میں اس عنوان پر کتاب کی اہمیت و ضرورت کا اندازہ لگانا اہلِ علم و فہم کے لیے کچھ مشکل نہیں۔ اس اہم دینی ضرورت کے پیش نظر ہم نے چاہا کہ اس کتاب کو اردو زبان میں منتقل کیا جائے کیونکہ تلاش کرنے کے باوجود اس عنوان پر ہماری نظر سے کوئی اردو کتاب نہیں گزری۔

ترجمہ کرنے کی سعادت محب گرامی مولانا محمد روشن رضا مصباحی نے حاصل کی ہے، جو تصنیف و تالیف اور ترجمہ نگاری سے حد درجہ شغف رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ مولانا کی یہ کاوش اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرے گی اور مولانا اپنا یہ علمی سفر جاری رکھیں گے۔

میں بے حد مشکور و ممنون ہوں صدر العلما خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی (ناظم تعلیمات: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)، حضرت علامہ شمس الہدیٰ مصباحی مدظلہ العالی (استاذ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور) اور حضرت مولانا محمد قاسم مصباحی مدظلہ العالی (استاذ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور) کا جن کی خصوصی توجہ اور سرپرستی شامل حال رہی اور یہ ترجمہ مکمل ہو

کر تیار ہوا۔اوراب یہ عرس ہم شبیہ غوث اعظم محبوب ربانی مخدوم الاولیا شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی (1266-1355ھ/ 1849-1936ء) کے حسین موقع پر شائع ہوکرآپ کے ہاتھوں کی زینت بن رہی ہے۔

''**اشرفیہ اسلامک فاونڈیشن**'' نے اپنے اشاعتی منصوبوں کے تحت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی کی موجودہ عمر مبارک کی نسبت سے اتنے ہی علمی وتحقیقی رسائل وکتب شائع کرنے کا عزم کرچکی ہے۔اورالحمدللہ کئی نئے عنوانات پر بہت سی عربی کتب کواردو میں ترجمہ کرواچکی ہے،اورہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔جن کی رونمائی سے اہل محبت کی نگاہیں شادکام ہوتی رہیں گی۔ان شاءاللہ عزوجل!

اسی منصوبے کے تحت حدیث وتصوف کے نایاب علمی رسائل کا ترجمہ بھی جاری ہے۔ عنقریب مشہور صوفی محدث امام ابن ابی دنیا(م:۲۸۱ہجری)،امام جلال الدین سیوطی شافعی(م:۹۱۱ہجری)اوردیگر بہت سے آئمہ دین کے رسائل جوانہوں نے علم حدیث وتصوف کے متعلق تحریر فرمائے تھے شائع کئے جارہے ہیں۔

دُعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس خدمت قلیلہ کو قبول فرمائے، ہرکام کو پائے تکمیل تک پہنچائے،ناشرین واراکین''اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن'' کو مزید دینی وعلمی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اوراحباب اہل سنت کے لیےاس کتاب کونفع وفیض بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیرغوثِ جیلاں وسمناں

محمد بشارت علی صدیقی اشرفی

جدہ شریف،حجاز مقدس۔

۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

جملہ تسبیح وتحمید ہے خدائے وحدہ لاشریک کے لیے جس نے لفظ "کن" سے کائنات کی تخلیق فرمائی، اور درود وسلام کے گلدستے پیش ہیں محسن انسانیت علیہ التحیۃ والثنا اور آپ کی آل واولاد اور صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہ میں، جن کے دم قدم سے بزم حیات کی ساری رعنائیاں وجلوہ سامانیاں ہیں، گلہائے عقیدت کے نذرانے پیش ہیں اس درویش صفت مرد مجاہد کی بارگاہ میں جنہوں نے جماعت اسلام کی سربلندی اور طالبان علوم اسلامیہ کی علمی تشنگی بجھانے کے لیے الجامعۃ الاشرفیہ جیسا چشمہ صافی عطا کیا، اللہ کا بے پایاں شکر واحسان ہے کہ اس نے مجھے اس سرچشمہ علم وحکمت میں، یہاں کے بافیض اجلہ علمائے کرام سے اکتساب فیض کا حسین موقع عنایت فرمایا۔ یوں تو فرزندان اشرفیہ کی گونا گوں خدمات ہیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، حضور حافظ ملت کے روحانی سایہ تلے پروان چڑھنے والے طلبہ ان کی بارگاہ سے خوشہ چینی کر کے کوئی نہ کوئی علمی وادبی سرمایہ منصۂ شہود پر لاکر جماعت اہل سنت کو ایک عظیم اثاثہ عطا کرتے ہیں، جن کی نظیر پیش کرنے سے زمانہ قاصر ہے، یہ تصنیفی وتحریری سرگرمی دیکھ کر میرے بھی دل میں یہ جذبہ بیدار ہوا کہ میں بھی قلمی کاوش خلق خدا کو پیش کر کے دارین کی سعادتوں سے شادکام ہو جاؤں، لہذا میں نے مولانا سراج احمد مصباحی سے فن حدیث میں ایک رسالہ کا ترجمہ کرنے کی خواہش ظاہر کی، انہوں نے فوراً حضرت مولانا بشارت علی صدیقی اشرفی دام ظلہ سے رابطہ کیا، اور

حضرت نے کرم فرمائی کرتے ہوئے حضرت علامہ ابن ابی الدنیا کی اپنی سند سے روایت کردہ ایک سو چار احادیث واثار کا مجموعہ۔ ایک مختصر مگر جامع رسالہ بنام "کتاب الرضا عن اللہ بقضاءٗ" عطا کیا، پھر کیا تھا بحمدہ تعالیٰ میں نے رسالہ کی ترجمہ نگاری شروع کی، دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں یہ کام بحسن وخوبی پایہ تکمیل کو پہنچا، پھر میں نے اس کی خوشخبری حضرت کو سنائی تو آپ نے مسرت کا اظہار کیا اور اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اس کی طباعت کا ذمہ اپنے سر لے لیا، اللہ عزوجل! ان کی دینی وملی خدمات کو قبولیت کا شرف عطا کرے۔

ہم بصمیم قلب ارمغان تشکر و امتنان پیش کرتے ہیں، اپنے جملہ اساتذہ کرام کی بارگاہ میں جن کی ذرہ نوازیوں اور خاص عنایتوں سے میں اس قابل ہوا کہ میری یہ قلمی کاوش لائق اعتماد اور قابل اشاعت ہوئی۔ اور والدین کریمین کی بارگاہ میں جنھوں نے اپنے لیل و نہار کو قربان کر کے بے شمار نا قابل برداشت مصائب و آلام کا خنداں پیشانی سے سامنا کر کے ہماری کما حقہ تربیت فرمائی، اور تحصیل علم کے اس عرصہ دراز میں خود کو آسائش کی لذتوں سے دور رکھ کر ہمارے لیے آسائش اور علم کا سامان مہیا کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہے، اللہ رب العزت انہیں دونوں جہان میں سرخرو رکھے، اور انہیں ہر طرح کی آفات ارضی و سماوی محفوظ رکھے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین!

سراپا ممنون ومشکور ہوں حضور صدر العلما خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب کا جنھوں نے اس رسالے کی پیچیدہ ولاینحل عبارات کی اپنی خداداد علمی بصیرت کے ذریعہ عقدہ کشائی فرمائی، نیز اس کتاب کا نام "رضا و قضا۔ احادیث واثار کی روشنی میں" تجویز فرما کر اس رسالہ کے حسن میں چار چاند لگا دیا۔

مرہون منت ہوں ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ شمس العلما حضرت علامہ شمس الہدیٰ مصباحی صاحب قبلہ کا جنھوں نے اس حقیر کے رسالے کو قبول فرمایا، اور اس پہ ایک بہت ہی وقیع وگراں قدر تقریظ رقم فرما کر اس رسالہ کو لائق اعتبار اور قابل سند بنا دیا۔

لالہ وگل کے مہکتے گلدستے پیش ہیں استاذ گرامی وقار حضرت مولانا محمد قاسم مصباحی

صاحب کی بارگاہ میں جنہوں نے اپنے درسی مشاغل و گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس کتاب کی تصحیح و پروف ریڈنگ میں بیش بہا اوقات صرف کیے، اور قدم قدم پر مفید مشوروں سے نوازتے رہے اور ایک نہایت ہی علمی، فکری و جامع تقدیم لکھ کر اس رسالہ کے حسن کو دوبالا کر دیا۔

میں کیسے فراموش کر دوں ان احباب کو جنہوں نے اس کتاب کو منظر عام پر لانے میں ہمارے دوش بہ دوش رہے، خصوصاً محبِ گرامی مولانا معراج احمد مصباحی نیپالی جو اس کتاب کے ابتدائی مرحلہ سے انتہائی مرحلہ تک ہمارے معاون و مددگار رہے۔ اور حضرت مفتی محمد شوکت علی مصباحی صاحب جنہوں نے اپنے درسی مصروفیات کے باوجود اس رسالہ کی کمپوزنگ میں بیش بہا اوقات صرف کیے، اور اس کو سجانے، سنوارنے اور سدا بہار بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، رب قدیر ان سب کو دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔

اخیر میں اہل علم حضرات سے بصد عجز و نیاز عرض ہے کہ حتی الوسع یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس میں کوئی خامی نہ رہ پائے، اگر بتقاضائے بشری کہیں غلطی نظر آئے تو ہدف تنقید نہ بنا کر از روئے اصلاح اطلاع فرمائیں تاکہ آیندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔

بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس رسالہ کو میرے اور میرے والدین کریمین و خاندان کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طالب دعا

محمد روشن رضا مصباحی

(اختصاص فی الافتا)

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔

تقریظ جلیل

شمس العلما

حضرت علامہ شمس الھدی مصباحی دام ظلہ علینا

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ، یوپی

باسمہ وحمدہ تعالیٰ و تقدس

محدث ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب مستطاب "کتاب الرضا عن اللہ بقضائہ" کا سرسری طور پر مطالعہ کیا، بہت خوب ہے۔ یقیناً بندہ کی بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ خدا عزوجل کے فیصلے پر سر نیاز خم کر دے اور قلب وقالب سے بس یہی صدا ہو، یہی اظہار ہو کہ مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اس کتاب میں بہت سی ایسی حکایات وواقعات اور روایات ہے جس سے دل کو صبر وشکیب پر قوت ملتی ہے، مولا سبحانہ کی مرضی کا تصور کر کے قلب وجگر کو سکون وقرار میسر ہوتا ہے۔ اور بڑی سے بڑی مصیبت و ناگہانی در پیش ہونے پر پورے عزم و حوصلہ کے ساتھ بندہ مومن برداشت ہی نہیں کرتا بلکہ خندہ پیشانی سے اسے گلے لگا لیتا ہے اور جذبہ یہ ہے کہ میرے رب عزوجل کی مرضی گر اسی میں ہے تب تو میری کامرانیوں کا راز ہائے سربستہ اسی میں پنہاں ہے۔ ع

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے ❁ اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

سچا بندہ یقین کامل رکھتا ہے کہ خدا پاک حکیم مطلق ہے اس کا کوئی بھی فعل حکمتِ بالغہ سے خالی نہیں ہوتا، بلکہ غیر متناہی مصالح وحکم اس میں مضمر ہوتے ہیں، گو کہ ہم کو ان تک

رسائی نصیب نہیں ہوسکی، تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے پوچھا:

اے میرے مولا! تو نے اس چھپکلی کو کیوں پیدا فرمایا؟ یہ تو بے کار سی لگتی ہے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

اے موسیٰ! تجھ سے پہلے اس چھپکلی نے سوال کیا ہے کہ اے اللہ عزوجل! تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیوں پیدا فرمایا؟ ع

راز کو راز ہی رہنے دو ❁ ہر کوئی راز داں نہیں ہوتا

خیر کتاب مذکور چوں کہ عربی میں ہے اس لیے عزیز سعید مولانا محمد روشن رضا مصباحی صاحب زید مجدہ نے سلیس اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا تاکہ غیر عرب بھی اس عظیم کتاب سے مستفید و مستفیض ہوسکیں۔ خدا تعالیٰ عزیز موصوف کی اس علمی کاوش کو شرف قبول بخشے اور مزید حسن توفیق سے ہم کنار فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

دعاگو

شمس الہدیٰ عفی عنہ

خادم العلم والعلما - الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یو پی

۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ

تقدیم

حضرت مولانا محمد قاسم مصباحی ادروی

استاذ- جامعہ اشرفیہ، مبارک پور-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

قضائے الٰہی پر راضی رہنا یہ ایسی دولت ہے جو ہر شخص کے حصے میں نہیں آتی، اس راہ میں سخت آزمائش سے دو چار ہونا پڑتا ہے، مصائب وآلام کے کڑوے گھونٹ پینے پڑتے ہیں، تب کہیں جا کر یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔

اللہ کی قضا وتقدیر پر راضی رہنا مومن کی علامت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے صحابہ کی ایک جماعت سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: مومن، آپ نے فرمایا: تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم مصائب پر صبر کرتے ہیں، فراخی میں شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ کی قضا پر راضی رہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ربّ کعبہ کی قسم! تم مومن ہو! (مکاشفۃ القلوب، ص:۵۵۵)

دوسری حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اپنی تقسیم پر راضی کر دیتا ہے، تسلیم ورضا کا یہ مطلب نہیں کہ خواہش اور طبیعت کے لیے خوش گوار بات ہو تو اس پر راضی رہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی امر خواہش کے خلاف اور طبیعت پر شاق گزرے تو بھی اس پر راضی رہے، سخت سے سخت مصیبت ٹوٹ پڑے، پھر بھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے، بلکہ اسے اللہ کی عطا سمجھ کر بخوشی قبول کرلے،

بلکہ آزمایش کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور زیادہ ہو جائے۔ جیسا کہ بعض اہل محبت سے منقول ہے: اگر ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو بھی اللہ کی محبت ہمارے دل میں بڑھتی ہی جائے گی۔ (منہاج القاصدین، مترجم، فصل: ہفتم)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو چیز خواہش کے خلاف ہو اور طبیعت پر گراں گزرے اس میں رضا کیسے ہو سکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو چیز خواہش کے خلاف ہو اس میں رضا کا تصور ممکن ہے، مثلاً جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کا احساس کرتا ہے پھر بھی اس پر راضی ہوتا ہے، بلکہ بعض اوقات تو اس کی زیادتی کی رغبت کرتا ہے، کیوں کہ اس کو اس کا ثواب ملتا ہے۔ جیسے ایک آدمی کو کوئی مہلک مرض لاحق ہوتا ہے اور آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ آپریشن کراتا ہے، حالاں کہ اسے تکلیف بھی ہوتی ہے، لیکن صحت کی خاطر وہ اس پر راضی ہوتا ہے، اس کی رغبت کرتا ہے اور ڈاکٹر کو اجرت بھی دیتا ہے۔

یہی حال اس اہل محبت کا ہے جسے اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اسے یقین ہوتا ہے کہ اس مصیبت پر صبر کرنے سے ملنے والا اجر اس سے بڑھ کر ہے، تو اس پر راضی ہو جاتا ہے، اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس پر محبت غالب آجاتی ہے اور مصیبت و تکلیف کا احساس بھی نہیں ہوتا، کیوں کہ محبوب کی منشا میں ہی محب کو لذت ملتی ہے۔ اور یہ تعجب کی بات نہیں ہے، آئے دن ہم اس کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ کھیل کود میں کسی کو کوئی زخم لگتا ہے تو اس کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا دل کھیل میں مستغرق ہوتا ہے، اور جب دل کسی کام میں غرق ہو تو دوسری کسی چیز کا خیال نہیں آتا۔ اس کی تائید مصر کی ان عورتوں کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے جنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور انہیں تکلیف کا بالکل احساس نہ ہوا۔ جب مخلوق کی محبت میں ایسا ہو سکتا ہے تو خالق حقیقی اور معبود حقیقی کی محبت اور اس کی رضا جوئی میں تو بدرجہ اولیٰ ہو سکتا ہے۔

اب ہم چند روایتیں اس کتاب سے نقل کرتے ہیں جس سے اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ حضرت ام اسود رضی اللہ عنہا چلنے پھرنے سے معذور ہو گئیں تو ان کی ایک بیٹی بے تاب ہو گئی، تو آپ نے فرمایا: پریشان مت ہو، اے اللہ! اگر اس میں بھلائی ہے تو اور اضافہ فرما۔

(۲) حضرت ابو علی رازی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں تیس سال تک حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہا مگر جس دن ان کے بیٹے علی کی وفات ہوئی اس دن کے سوا ان کو کبھی مسکراتے اور ہنستے ہوئے نہ دیکھا، میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس امر کو پسند فرمایا، اور مجھے وہ چیز پسند ہے جسے اللہ نے پسند کیا۔

(۳) اسماعیل بن ابراہیم سے روایت ہے، جب حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے بیٹے عبدالملک کو دفن کر دیا گیا تو آپ ان کی قبر کے سامنے قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے، لوگوں نے آپ کا احاطہ کر لیا، تو آپ نے فرمایا: اے بیٹے! اللہ تم پر رحم فرمائے، بے شک تم اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے اور جب سے اللہ نے مجھے تم کو عطا فرمایا میں ہمیشہ تم سے خوش ہی رہا۔ خدا کی قسم! سب سے زیادہ مسرت اور خدا کی طرف سے تمہاری ذات میں سب سے زیادہ ثواب کی امید مجھے اس وقت ہوئی جب میں نے تمہیں اس مقام میں رکھا جہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا ٹھکانا بنایا۔

لہٰذا ہر بندے کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی رہنا چاہیے کہ اس سے بندے کو سکون و قرار حاصل ہوتا ہے، شکوک و شبہات کے وقت وہ ثابت قدم رہتا ہے، اس کا دل اللہ و رسول کے وعدوں پر بھروسا کرتا ہے۔ اس کے برخلاف تقدیر کا شکوہ دل میں شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے، رنج و غم اور کدورت کا دروازہ کھولتا ہے، دل کا چین و سکون غارت کرتا ہے۔

بندہ چاہے تقدیر پر راضی ہو یا نہ ہو جو کچھ مقدر میں ہے ہو کر ہی رہے گا، اسے ٹالا نہیں جا سکتا، ہاں اگر وہ اس پر راضی ہوا تو اسے ثواب ملے گا اور راضی نہ ہوا تو اس کے اعمال اکارت جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو غم گین دیکھ کر پوچھا: اے عدی! کیا بات ہے؟ میں تجھے پریشان دیکھ رہا ہوں، تو انہوں نے کہا: میں کیوں نہ پریشان ہوں، میرے دو بیٹے قتل ہو گئے اور میری آنکھ پھوڑ دی گئی، تو آپ نے فرمایا: جو اللہ کی تقدیر پر راضی ہوا وہ اس پر نافذ ہوگی اور اسے اجر ملے گا، جو اللہ کی تقدیر پر راضی نہ ہوا اس پر بھی تقدیر جاری ہوگی اور اس کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی تقسیم پر راضی رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

زیر نظر رسالہ "کتاب الرضا عن اللہ بقضائہ" مصنفہ امام عبد اللہ محمد بن عبید قرشی المعروف بہ ابن ابی الدنیا [متولد ۲۰۸ھ/متوفہ ۲۸۱ھ] کا ترجمہ ہے، یہ بہت ہی عمدہ اور مفید رسالہ ہے، مصنف نے خود اپنی سند سے اسے تالیف فرمایا ہے، رضا کے تعلق سے اس رسالے میں انہوں نے ایک سو چار احادیث و آثار جمع فرمائے ہیں، اس کے مترجم مولانا محمد روشن رضا مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے شعبہ تحقیق کے طالب علم ہیں، حتی الامکان انہوں نے ترجمہ آسان بنانے کی کوشش کی ہے، یہ ان کی پہلی قلمی کاوش ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے مترجم کو دارین کی سعادتوں سے شادکام فرمائے، ان کے علم و عمل میں پختگی پیدا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین!

طالب دعا:

محمد قاسم مصباحی عفی عنہ

استاذ ۔ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔

۲۸ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ

امام ابن ابی الدنیا۔ایک تعارف

نام ونسب:

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام محمد اور کنیت ابو بکر ہے۔آپ ابن ابی الدنیا سے معروف ہیں۔نسب نامہ درج ذیل ہے:

عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس قرشی۔(۱)

ولادت:

بغداد کی سرزمین پر ۲۰۸ھ میں آپ پیدا ہوئے۔(۲)

خاندانی پس منظر:

علم وفن کے شہر بغداد میں آپ کا خاندان آباد تھا، بڑا علمی وادبی گھرانا تھا، کنبہ کے سارے افراد قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔سب کے سب علوم دینیہ سے آراستہ تھے، خود آپ کے والد ماجد محمد بن عبید اپنے وقت کے جید عالم اور عظیم محدث تھے، خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد(۳) میں ان کی روایت نقل فرمائی ہے۔

علوم وفنون سے سرفرازی اور اخذ حدیث:

علم دین کے دل دادہ لوگوں کے درمیان پرورش پانے کی وجہ سے بچپن ہی سے آپ کے دل میں علم وادب کا شوق موجزن تھا، اس آرزو کی تکمیل کے لیے وقت کے بڑے بڑے علما سے آپ نے استفادہ کیا، بے شمار محدثین سے سماعت حدیث کی اور مختلف علوم و فنون کا درس لیا۔حافظ مزّی (م:۷۴۲ھ) نے اپنی کتاب تہذیب الکمال(۴) میں ایک سو

۱۔سیر اعلام النبلاء، ج:۹،ص:۲۱۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۲۔تاریخ الاسلام للذہبی، ج:۲۱،ص:۲۰۶، دار الکتاب العربی، بیروت۔

۳۔تاریخ بغداد، ج:۲،ص:۳۰۷۔

۴۔تہذیب الکمال، ج:۵،ص:۶۰۷-۶۰۵، تذکرہ نمبر:۳۵۶۹ مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

انیس شیوخ کے اسما گنائے ہیں۔اور امام ذہبی (م:۷۴۸ھ) نے سیر اعلام النبلاء میں کم وبیش ۹۴ (چورانوے) شیوخ کے نام ذکر کیے ہیں۔ہم یہاں چند شیوخ کے نام درج کررہے ہیں:

(۱) علی بن جعد (۲) خالد بن خداش (۳) عبد اللہ بن خیر (۴) احمد بن ابراہیم الدورقی (۵) احمد بن حاتم الطویل (۶) احمد بن عیسی المصری (۷) ابراہیم بن عبداللہ ہروی (۸) بشار بن موسی (۹) عبد الصمد بن یزید مردویہ (۱۰) محمد بن حسن وزّاق (۱۱) حافظ خلف بن ہشام المقری (۱۲) ابو عبید قاسم بن سلام (۱۳) امام محمد بن سعد صاحب الطبقات الکبری۔وغیرہم۔(۱)

علمی جلالت شان:

امام ابن ابی الدنیا جلیل القدر عالم دین اور وقت کے عظیم محدث تھے۔آپ کی جلالت شان، علمی وعملی کمالات اور محدثانہ وفقیہانہ خصوصیات کا اعتراف خود آپ کے معاصرین نے کیا ہے۔

بہت سارے اصحاب جرح وتعدیل اور محدثین سے ثابت ہے کہ آپ ثقہ، عادل اور صدوق ہیں، اس طرح بے شمار الفاظ تعدیل اور ائمہ کے اقوال، آپ کی شان میں ملتے ہیں جن میں سے چند قارئین کے ہدیۂ نظر ہیں:

(۱) امام ابن حاتم رازی (م:۳۲۷ھ) نے فرمایا:

"بغدادی صدوق" وہ بغدادی اور صدوق ہیں۔(۲)

(۲) امام ابن جوزی (م:۵۹۷ھ) نے فرمایا:

"وکان ذا مروءة ثقة صدوقاً"

ابن ابی الدنیا مروت والے، ثقہ اور عادل تھے۔(۳)

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج:۹، ص:۲۱۶۔۲۱۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔

۲۔ الجرح والتعدیل، ج:۵، ص:۱۹۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۳۔ المنتظم، ج:۵، ص:۱۴۸، الناشر: دار صادر، بیروت۔

(۳)امام ذہبی (م:۷۴۸ھ) نے فرمایا:

وتصانيفه كثيرة جدا، فيها مخبآت وعجائب.

ان کی تصانیف بہت ہیں، ان میں پوشیدہ باریکیاں اور حیرت انگیز نکتے ہیں۔(۱)

(۴)امام ذہبی (م:۷۴۸ھ) نے فرمایا:

وقال غيره: كان ابن ابي الدنيا إذا جالس أحداً إن شاء أضحكه، وإن شاء أبكاه في آن واحد لتوسعه في العلم والأخبار.

ان کے علاوہ نے کہا کہ ابن ابی الدنیا جب کسی کے ساتھ بیٹھتے تو اپنی وسعت علمی کے سبب بیک وقت چاہتے تو اسے ہنسا دیتے اور اگر چاہتے تو رلا دیتے۔(۲)

(۵)امام ابن کثیر (م:۷۷۴ھ) نے فرمایا:

الحافظ المصنف في كل فن، المشهور بالتصانيف الكثيرة النافعة الشائعة الذائعة في الرقاق وغيرها.

ابن ابی الدنیا حافظ حدیث، ہر فن کے مصنف، وہ اپنی نفع بخش اور شائع وذائع کتب کثیرہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ ان کی کتابیں رقّت انگیز مضامین (دنیا سے بے رغبتی، یاد آخرت، خوف خدا، عذاب جہنم وغیرہ) پر مشتمل ہیں۔(۳)

اور نیز فرمایا: "وكان صدوقاً حافظاً ذا مروءة" وہ صدوق، حافظ حدیث اور مروت والے تھے۔(ایضاً)

(۶)ابن تغری بردی اتابکی (م:۸۷۴ھ) نے فرمایا:

كان عالماً، زاهداً، ورعاً، عابداً، وله تصانيف حسان، والناس بعده عيال عليه في الفنون التي جمعها، وروى عنه خلق كثير، واتفقوا

۱۔سیر اعلام النبلاء، ج:۹، ص:۲۱۷، دار الکتب العلمیہ۔

۲۔سیر اعلام النبلاء، ج:۹، ص:۲۱۶، ۲۱۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۳۔البدایۃ والنھایۃ، ج:۱۱، ص:۸۲، الناشر: دار احیاء التراث العربی۔

علی ثقته وصدقه وامانته۔

وہ اپنے وقت کے عالم دین، تارک الدنیا، پرہیزگار اور عبادت گذار تھے، ان کی عمدہ تصانیف ہیں، جن علوم وفنون میں انھوں نے کتابیں لکھیں بعد کے علما وفقہا سب کے سب ان کے محتاج ہیں، ان سے بہت سارے راویان حدیث نے، حدیث روایت کی اور جملہ علما وفقہا ان کی ثقاہت، صداقت اور امانت پر متفق تھے۔(۱)

درس وتدریس:

درس وتدریس کی دنیا میں امام ابن ابی الدنیا کا طوطی بولتا تھا۔ وقت کے اجلۂ علمائے کرام آپ سے استفادہ کرنے پر ناز کرتے تھے۔ آپ نے خلفا اور شہزادگان کو بھی زیور علم وادب سے آراستہ کیا، جن میں سے معتضد اور علی بن معتضد اور مکتفی باللہ ہیں، دربار شاہی سے صلہ کے طور پر آپ کو یومیہ یا ماہانہ پندرہ دینار ملتا تھا۔(۲)

امام ابن ابی الدنیا کی بافیض درس گاہ اور روحانی تربیت گاہ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد بہت ہے چند کے اسما پیش ہیں:

(۱) ابن ابی حاتم الرازی (۲) ابوبکر احمد بن سلمان النجاد (۳) احمد بن خزیمہ (۴) ابوبکر محمد بن عبدالشافعی (۵) عیسیٰ بن محمد طوماری (٦) ابوسہل بن زیاد (۷) ابراہیم بن عثمان الخشاب (۸) محمد بن عبداللہ بن احمد اصبہانی الصفار (۹) ابوجعفر بن البختری (۱۰) محمد بن خلف ۔۔۔۔ وغیرہم۔(۳)

تصانیف:

امام ابن ابی الدنیا کی تصانیف متعدد فنون میں ہیں، خاص کر فن تصوف میں ان کی سیکڑوں کتابیں ہیں اور ہر فن کی کتابوں میں انھوں نے سند کا خاص التزام کیا ہے۔

۱۔ النجوم الزاھرة، ج:۳، ص:۹۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
۲۔ المنتظم، ج:۵، ص:۱۴۸، الناشر: دار صادر، بیروت/ البدایۃ والنھایۃ، ج:۱۱، ص:۸۲۔
۳۔ سیر اعلام النبلاء، ج:۹، ص:۲۱٦ تا ۲۱۸۔

امام ابن کثیر نے لکھا کہ ان کی تصانیف کی تعداد سو سے زائد ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی تعداد کم وبیش تین سو ہے۔(۱)

آپ کی چند تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

1: كتاب الإخلاص والنية۔ (**مطبوع**)۔

2: كتاب المطر والرعد والبرق۔ ✿ 3: كتاب صفة الجنة۔ ✿ 4: كتاب صفة النار۔ ✿ 5: كتاب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر۔ ✿ 6: كتاب التوكل على الله۔ ✿ 7: كتاب التوبه۔ ✿ 8: كتاب الرقة والبكاء۔ ✿ 9: كتاب الصبر وثوابه۔ ✿ 10: كتاب العقوبات۔ ✿ 11: كتاب النفقة على العيال۔ ✿

12: الجوع۔ ✿ 13: كتاب ذم الغيبة والنميمة۔ ✿ 14: كتاب الفرج بعد الشدة۔ ✿ 15: كتاب إصلاح المال۔ ✿ 16: كتاب ذم البغي۔ ✿ 17: كتاب ذم الملاهي۔ ✿ 18: كتاب المحتضرين۔ ✿ 19: كتاب الأهوال۔ ✿ 20: كتاب الزهد۔ ✿ 21: كتاب اليقين۔ [زیر ترجمہ] ✿ 22: فضائل رمضان۔ ✿ 23: قرى الضيف۔ ✿ 24: قصر الأمل۔ ✿ 25: كلام الليالي والأيام۔ ✿ 26: محاسبة النفس۔ ✿ 27: هواتف الجنان۔ ✿ 28: الإخوان۔ ✿ 29: الإشراف في منازل الأشراف۔ ✿ 30: التواضع والخمول۔ ✿ 31: الحلم۔ [زیر ترجمہ] ✿

31 : الرضا عن الله بقضائه۔ (**جو آپ کے ہاتھوں میں ہے**)۔

✿ 32: الشكر۔ ✿ 33: الاعتبار۔ ✿ 34: التهجد وقيام الليل۔

✿ 35: الصمت۔ ✿ 36: العقل وفضله۔ [زیر ترجمہ] ✿ 37: العمر والشيب۔

✿ 38: العيال۔ ✿ 39: والنميمة۔ ✿ 40: القناعة والعفاف۔ ✿ 41: الليالي والأيام۔ ✿ 42: المتمنين۔ ✿ 43: المرض والكفارات۔ ✿ 44: المنامات۔

✿ 45: الهم والحزن۔ [زیر ترجمہ] ✿

۱۔ البدایۃ والنھایۃ، ج:۱۱، ص:۸۲۔

46:الھواتف۔✿47:الوجل والتوثق بالعمل۔✿48:الورع۔[زیرترجمہ]✿
49:حسن الظن باللہ۔✿50:ذم الدنیا۔✿51:ذم الکذب۔✿52:ذم
المسکر۔✿53:قضاء الحوائج۔✿54:مجابو الدعوۃ۔✿55:مداراۃ
الناس۔✿56:مکائد الشیطان۔✿57:مکارم الأخلاق۔✿58:من عاش بعد
الموت۔✿59:القبور۔✿60:الأولیاء۔[زیرترجمہ]✿62:الادب۔✿
63:اخبار الملوک۔✿64:اخبار الثوری۔✿65:اخبار اویس۔✿
66:اخبار معاویہ۔✿67:احوال القیامہ۔✿68:اخبار قریش۔✿69:اعلام
النبوۃ۔✿70:تاریخ الخلفاء۔✿71:حسن الظن۔✿72:دلائل النبوۃ۔✿
73:الدین والوفاء۔✿74:ذم الدنیا۔✿75:ذم الریا۔✿76:ذم الضحک۔
✿77:ذم البخل۔✿78:الرخصۃ فی السماع۔✿79:شرف الفقر۔
✿80:الصمت۔✿81:فضائل علي۔✿82: کرامات الاولیاء۔✿
83:من عاش بعد الموت۔✿84: کتاب المروءۃ۔✿85:الوقف
والابتداء۔✿

وفات:

جمادی الاولیٰ ۲۸۱ھ میں ۷۳ رسال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔نماز جنازہ امام یوسف بن یعقوب بن اسماعیل بصری نے پڑھائی اور آپ بغداد کے مغربی خطے "شونیزیہ" میں مدفون ہوئے۔(۱)

۱۔تاریخ بغداد،ج:۱۰،ص:۹۱،دارالفکر،بیروت،لبنان/ البدایۃ والنہایۃ،ج:۱۱،ص:۸۲۔

الرضا عن اللہ بقضائہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

حدیث نمبر (۱)

ہم سے حدیث بیان کی سعید بن سلیمان واسطی نے وہ منصور بن ابی اسود سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حسن بن عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت ثعلبہ بصری سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرمایا:

میں تمہیں ایک ایسی حدیث بتاتا ہوں کہ میرے بعد اس کو کوئی نہیں بتائے گا، ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور بیٹھے ہوئے تھے، آپ مسکرائے اور ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں کیوں مسکرایا؟ تو صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: مومن کی بھی عجیب حالت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے وہی اس کے لیے بہتر ہے۔

حدیث نمبر (۲)

ہم سے حدیث بیان کی محمد ابن عبد المجید تمیمی نے وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی نضر ابن اسماعیل نے، وہ محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں اور وہ جریر سے اور وہ انصار کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے گھر میں تنہا ہوتے تو اکثر کیا گفتگو فرماتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

جب حضور اپنے گھر میں تنہا ہوتے تو اکثر ایسے امر کے تعلق سے گفتگو فرماتے جس کا ہونا مقدر ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر (۳)

ہم سے حدیث بیان کی عون بن ابراہمت نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی محمد بن المصفیٰ نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی بقیہ نے اور وہ اسماعیل بن عیاش سے روایت کرتے ہیں وہ عاصم سے وہ رجا ابن حیوٰۃ سے وہ ابو عمران سے وہ ابوسلام حبشی سے وہ ابن غنم اشعری سے اور وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"صبر رضا ہے۔"

حدیث نمبر (۴)

ہم سے حدیث بیان کی داؤد بن رشید نے وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی ابوالملیح نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی فرات بن سلیمان نے، وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے آٹھ سال کی عمر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شروع کی اور دس سال تک آپ کی خدمت کی، جب بھی آپ کے اہل خانہ میں سے کوئی مجھ پر ملامت کرتا تو آپ فرماتے اس کو چھوڑ دو جو چیز مقدر ہوتی ہے تو وہ ہو کر ہی رہتی ہے۔

حدیث نمبر (۵)

ہم سے حدیث بیان کی اسحاق بن حاتم مدائینی نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی یحییٰ بن سلیمان نے اور وہ محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی:

یارسول اللہ! مجھے وصیت کریں اور اتنی زیادہ وصیت نہ کریں کہ میں جس کا متحمل نہ ہو سکوں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ ربّ العزت کو اس چیز کے بارے میں تہمت نہ لگا جس کو اس نے تمہارے لیے مقدر فرمایا ہے۔

حدیث نمبر(٦)

ہم سے حدیث بیان کی داؤد بن رشید نے وہ فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے وہ سعید بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں، وہ اسماعیل بن عبیداللہ سے اور وہ ابومسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت ابودرداءؓ کی وفات کے دن وہ ان کے پاس گئے اور وہ (حضرت ابومسلم) ان میں عزت میں خود ان کے اپنوں کی طرح تھے، تو ابومسلم اللہ اکبر کہنے لگے، تو حضرت ابودردا [ؓ] نے کہا: ہاں! ٹھیک ہے، ایسا ہی تم لوگ کہو، اس لیے کہ جب اللہ کوئی فیصلہ فرماتا ہے تو وہ پسند فرماتا ہے کہ بندہ اس سے راضی ہو۔

حدیث نمبر(٧)

ہم سے حدیث بیان کی علی بن جعد نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی ابومعاویہ نے، وہ حضرت اعمش سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوظبیان سے اور وہ علقمہ سے روایت کرتے ہیں، وہ اللہ کے ارشاد:

وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ

(التغابن:١١)

ترجمہ:

اور وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے تو اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ مصیبت ہے جو آدمی کو پہنچتی ہے تو وہ یہ جان کر کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے، اس کو قبول کرتا ہے اور خوش رہتا ہے۔

حدیث نمبر(٨)

مجھ سے حدیث بیان کی علی بن حسین عامری نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی ابوبدر نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عمر بن ذر نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر ملی کہ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ:

درحقیقت اللہ ربّ العزت کے فیصلے پر راضی ہونے والے وہ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے

ان کے لیے جو بھی فیصلہ کیا اس پر راضی ہوئے، تو ان کے لیے جنت میں ایسے منازل ہوں گے جسے قیامت کے دن دیکھ کر شہدا بھی رشک کریں گے۔

حدیث نمبر (۹)

ہم سے حدیث بیان کی مفضل بن غسان سے وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عمر ابن السکن نے اور وہ سلیمان بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

اللہ ربّ العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی کہ:

اے داؤد! بے شک تم میری بارگاہ میں ہرگز ایسا عمل لے کر نہیں آؤ گے جو میرے فیصلے پر خوش ہونے سے بڑھ کر مجھے راضی کرنے والا اور تیرے گناہوں کو مٹانے والا ہو، اور ہرگز کوئی ایسا عمل لے کر نہیں آؤ گے جو تکبر سے بڑھ کر تیرے بوجھ کو زیادہ کرنے والا اور مجھے زیادہ ناراض کرنے والا ہو، تو اے داؤد! تم اترانے سے بچو اور اس سے دور رہو۔

حدیث نمبر (۱۰)

ہم سے حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی حماد بن زید نے اور وہ روایت کرتے ہیں یحییٰ بن سعید سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے کہا:

مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بری جگہ کا میرے لیے فیصلہ فرمادے۔

حدیث نمبر (۱۱)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عباد بن موسیٰ نے، وہ حسن بن علی بصری سے روایت کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں:

ایک اعرابی نے اس حال میں صبح کی کہ اس کی بہت سی اونٹنیاں مر چکی تھیں، تو اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کی عبادت کا میں مکلف ہوں، اگر میرے کینہ پرور دشمن میری مصیبت پر خوش نہ ہوتے تو مجھے اس بات سے خوشی نہ ہوتی کہ میرے اونٹ اپنے باڑے میں ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا فیصلہ فرمادیا وہ نہ ہو۔

حدیث نمبر (۱۲)

ہم سے حدیث بیان کی احمد ابن عباس نمری نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی یونس بن محمد مکی نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

طائف کے ایک شخص نے کھیتی کی تو جب کھیتی صلاح کے قابل ہوئی تو آفت آئی اور وہ کھیتی جل گئی تو ہم نے اس کے پاس جا کر اس تعلق سے کچھ پوچھا تو وہ رونے لگا اور بولا: قسم اللہ کی میں اس پر (کھیتی کے تباہ ہونے پر) نہیں رو رہا ہوں لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے:

كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ

(آل عمران:۱۱۷)

ترجمہ:

اس کی کہاوت اس ہوا کی سی ہے جس میں برف ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے بالکل ہلاک کر دی۔

تو میں اس خوف سے روتا ہوں کہ کہیں میں اسی صفت والوں میں سے نہ ہو جاؤں۔

حدیث نمبر (۱۳)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن ادریس نے، اور وہ زہیر بن عباد سے روایت کرتے ہیں اور وہ سریع بن حیان سے، وہ فرماتے ہیں کہ عبدالواحد بن زید نے کہا:

قضائے الٰہی پر راضی رہنا اللہ کی خوشنودی کا سب سے عظیم دروازہ ہے، اور دنیا کی جنت ہے اور عابدین کے آرام کرنے کی جگہ ہے۔

حدیث نمبر (۱۴)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن ادریس نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی احمد بن ابوحواری نے وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمۃ کو کہتے ہوئے سنا کہ:

اگر اللہ مجھے جہنم میں ڈال دے تو میں اس سے راضی رہوں، تو مجھے امید ہے کہ اس کی

رضا کا کچھ حصہ مل جائے گا۔

حدیث نمبر(۱۵)

مجھ سے حدیث بیان کی مفضل بن غسّان نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد نے اور وہ روایت کرتے ہیں ابوزید عنزی سے، وہ فرماتے ہیں: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو افسردہ دیکھ کر ان سے فرمایا:

اے عدی! کیا بات ہے میں تجھے غمزدہ اور رنجیدہ دیکھ رہا ہوں؟ تو حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کیوں پریشان نہ ہوں جب کہ میرے دو بیٹوں کو قتل کر دیا گیا اور میری آنکھ پھوڑ دی گئی، تو آپ نے فرمایا: اے عدی! جو اللہ کی تقدیر پر راضی ہوا، اس پر بھی تقدیر نافذ ہوگی اور اسے اجر و ثواب ملے گا اور جو اللہ کے فیصلے پر راضی نہ ہوا اس پر بھی تقدیر نافذ ہوگی اور اس کے عمل برباد ہو جائیں گے۔

حدیث نمبر(۱۶)

ہم سے حدیث بیان کی محمد بن علی حسن نے وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی ابراہیم بن اشعث نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت فضیل علیہ الرحمہ کو کہتے ہوئے سنا:

جو شخص اللہ کی قضا و فیصلہ پر راضی ہوتا ہے وہ اپنی قدر و منزلت سے زیادہ کی آرزو نہیں کرتا۔

حدیث نمبر(۱۷)

مجھ سے حدیث بیان کی حسن بن عبدالعزیز نے، وہ روایت کرتے ہیں ضمرہ بن ربیعہ سے اور وہ ابن شوذب سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ اور حضرت محمد ابن واسع علیہ الرحمہ ایک دن اکٹھا ہوئے تو انھوں نے آپس میں زندگی کا تذکرہ کیا تو حضرت مالک ابن دینار علیہ الرحمہ نے کہا:

انسان کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے کہ اس کے پاس اتنی مقدار میں غلّہ واناج ہو جس سے وہ زندگی بسر کر سکے، تو محمد بن واسع نے کہا:

بشارت ہے اس شخص کے لیے جسے صبح کا کھانا میسّر ہو اور نانِ شبینہ کا محتاج ہو، اور شام

کا کھانا میسّر ہو اور صبح کے کھانے کا انتظام نہ ہو، اور وہ اس حال میں اللہ سے راضی ہو۔ یا فرمایا: اللہ اس سے راضی ہو۔

حدیث نمبر (۱۸)

مجھ سے حدیث بیان کی زیاد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی احمد بن حواری نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابو سلیمان کو کہتے ہوئے سنا:

جب بندہ خواہشات سے صبر کر لے تو سمجھ لو کہ وہ راضی ہے۔

حدیث نمبر (۱۹)

مجھ سے حدیث بیان کی زیاد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی احمد بن حواری نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی ابو عمرو کندی نے، وہ فرماتے ہیں:

رومیوں نے بشیر طبری کی تقریباً چارسو بھینسوں پر حملہ کر دیا وہ فرماتے ہیں: اس نے مجھ سے پیچھا کرنے کی درخوست کی تو ہم دونوں اور ان کے ایک بیٹے نے ان کا تعاقب کیا، فرماتے ہیں کہ ہم ان کے ان غلاموں سے ملے جو بھینس کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ ان کی لاٹھیاں بھی تھیں، ان لوگوں نے کہا: اے میرے آقا! بھینسیں چلی گئیں، تو انھوں نے کہا: اور تم لوگ بھی ان کے ساتھ چلے جاؤ، تم لوگ اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہو، تو ان کے بیٹے نے کہا: اے والد بزرگ وار! آپ نے مجھے محتاج بنا دیا، تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! خاموش رہو میرے رب نے مجھے آزمائش میں ڈالا تو میں نے چاہا اسے اور زیادہ کر دوں۔

حدیث نمبر (۲۰)

مجھ سے حدیث بیان کی زیاد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی احمد بن ابو حواری نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی احمد بن صامت نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے عبدالعزیز بن عمیر کو کہتے ہوئے سنا:

مصر کے ویران قبیلے میں ایک کوڑھی تھا، مصر کا ایک جوان اس کے پاس آتا جاتا تھا، اور وہ اس کی نگہ داشت کرتا تھا، اس کا کپڑا دھوتا تھا، اور اس کی خدمت کرتا تھا، تو مصر کے ایک

نوجوان سے اس کی ملاقات ہوئی، تو اس نے خادم سے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ وہ جذامی شخص اسم اعظم کی معرفت رکھتا ہے، تو میری خواہش ہے کہ تیری معیت میں اس کے پاس جاؤں، پھر وہ جوان اس کے پاس آیا، سلام کیا اور پوچھا اے میرے چچا جان! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسم اعظم کی معرفت رکھتے ہیں؟ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت دور کرنے کی دعا کریں تو اس میں کیا حرج ہے؟ تو اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! وہ ذات جس نے مجھے اس میں مبتلا کیا ہے اس کی بارگاہ میں اس بلا سے نجات کی دعا کرنا میں ناپسند کرتا ہوں۔

حدیث نمبر(۲۱)

مجھ سے حدیث بیان کی زیاد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی احمد بن حواری نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی جعفر بن محمد انباری نے، وہ فرماتے ہیں:

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے پاس بنی اسرائیل کے ایک ایسے عابد کا تذکرہ کیا گیا جو سال میں صرف ایک مرتبہ کھاتا تھا، وہ اپنی عبادت گاہ سے اترتا اور بادشاہ کے دروازے کے پاس ایک کوڑا خانے میں جا کر اس کے دسترخوان سے پس خوردہ کو چنتا، اس پر ایک شخص نے کہا: جب وہ اس مقام پر فائز تھا تو اللہ ربّ العزت سے دوسرے رزق کا سوال کیوں نہیں کرتا تھا، تو حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بولیں: اے آدمی! جب اللہ اپنے دوستوں کے لیے کچھ مقدر فرما دیتا ہے تو وہ اس کو برا نہیں سمجھتے۔

حدیث نمبر(۲۲)

مجھ سے حدیث بیان کی ابو عبداللہ مروزی نے، جو اہل مرو سے تھے، وہ فرماتے ہیں: حفص بن حمید نے فرمایا:

جس وقت حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کی اہلیہ کا وصال ہوا تو میں اس وقت کوفہ میں ان کے پاس تھا، میں نے ان سے پوچھا رضا کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اپنے حال کے خلاف کی تمنا نہ کرے، ابو بکر بن عیاش آئے تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کو تسلی دی۔ حفص نے کہا: میں نے ان کو نہیں پہچانا، تو حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے کہا:

ان سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھو، تو میں نے ان سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: جو رضا کے سوا دوسری گفتگو نہ کرے وہ راضی ہے، حفص کا بیان ہے: میں نے حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: یہ خاص لوگوں کی صفت ہوتی ہے۔

حدیث نمبر (۲۳)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی قادم دیلمی عابد نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ سے کہا:

اللہ کی رضا سے کون راضی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ شخص کہ اللہ نے اس کو جس مقام پر فائز کیا ہے اسی پر راضی ہو، اس کے علاوہ کی آرزو نہ کرے۔

حدیث نمبر (۲۴)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی حکیم بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابو عبداللہ براثی کو کہتے ہوئے سنا:

قیامت کے دن ہرگز کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جس کا درجہ ہر حال میں اللہ سے راضی رہنے والوں سے بلند ہو۔

حدیث نمبر (۲۵)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن معاویہ ازرق نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ہمارے ایک شیخ نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں:

حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی باہمی ملاقات ہوئی، تو حضرت یونس علیہ السلام نے کہا: اے جبرئیل! مجھے روئے زمین پر سب سے بڑے عابد کے بارے میں بتایئے؟ راوی فرماتے ہیں: وہ انہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے آئے جس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں مرض جذام نے ختم کر دیے تھے، اور وہ کہہ رہا تھا: تو نے جب تک چاہا مجھے اس سے فائدہ اٹھانے دیا اور جب چاہا ان کو مجھ سے سلب کر لیا، اور مجھے تجھ سے ہی امید ہے اے رحم وکرم

والے! تو حضرت یونس علیہ السلام نے کہا: اے جبرئیل! میں نے آپ سے ایسے شخص کو دکھانے کا سوال کیا تھا جو مسلسل روزہ رکھنے والا اور قیام کرنے والا ہو، تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص بھی آزمائش سے پہلے ایسا ہی تھا، تو مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس کی بینائی سلب کرلوں۔

راوی فرماتے ہیں: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو بہہ گئیں (یعنی بینائی ختم ہوگئی) تو اس نے کہا: تو نے جب تک چاہا مجھے ان سے فائدہ اُٹھانے دیا اور جب چاہا مجھ سے ان کو سلب کرلیا اور مجھے تجھ سے ہی امید ہے، اے رحم فرمانے والے! تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: آؤ! میں اور تم مل کر دعا کریں کہ اللہ تیرے ہاتھ اور پاؤں اور تیری بصارت کو لوٹا دے تا کہ پھر تم پہلے کی طرح عبادت کرنے لگو، تو اس نے کہا: مجھے یہ پسند نہیں ہے، تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: کیوں؟ تو اس نے جواب دیا: جب اس کی رضا اسی میں ہے تو اس کی رضا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے۔ راوی کا بیان ہے: حضرت یونس علیہ السلام نے کہا: اے جبرئیل! قسم خدا کی میں نے کبھی کسی کو اس سے زیادہ عبادت گزار نہیں پایا، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اے یونس! اللہ تعالیٰ کی رضا تک پہنچنے کا اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں۔

حدیث نمبر (۲۶)

مجھ سے حدیث بیان کی یحییٰ بن کثیر عنبری نے، وہ حضرت خزیمہ ابو محمد العابد علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

ایک نبی ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس کے گھر والوں نے اس کو آزمائش کی وجہ سے اپنے سے الگ کردیا تھا۔

تو وہ نبی بولے: اے میرے رب! کاش کہ تو اپنے اس بندے کو اس حالت سے بہتر حالت کی طرف منتقل کردے، تو اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم اس سے پوچھو، کیا وہ چاہتا ہے کہ میں اسے اس حالت سے پھیردوں؟ تو آپ نے اس سے پوچھا: کیا تو چاہتا ہے کہ اللہ تجھے اس حالت سے بہتر حالت کی طرف منتقل کردے؟ تو اس نے جواب دیا: کیا آپ اللہ کے

فیصلے پر اس کو ترجیح دے رہے ہیں؟

حدیث نمبر(۲۷)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی عبید اللہ بن محمد تیمی نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی ہمارے اصحاب نے، اور وہ اپنے افراد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں ایک عمدہ خطبہ دیا تو لوگوں نے اسے پسند کیا، تو بنی اسرائیل نے ان سے کہا: اے میرے نبی! کیا لوگوں میں آپ سے زیادہ علم والا کوئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔

راوی فرماتے ہیں: اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! لوگوں میں تجھ سے بھی زیادہ علم والا موجود ہے، تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے مولا! وہ کون ہے؟ جو مجھ سے بھی بڑا عالم ہے، جب کہ تو نے مجھے توریت عطا کی ہے، جس میں ہر چیز کا علم ہے، اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی: میرے بندوں میں ایک ایسا بندہ جو تجھ سے زیادہ علم والا ہے، میں نے اسے منصب رسالت پر فائز کیا، پھر میں نے اسے ایک ظالم، سرکش اور ہٹ دھرم بادشاہ کے پاس بھیجا تو بادشاہ نے اس کے ہاتھ، پاؤں اور ناک کاٹ دی، پھر میں نے اس کے کٹے ہوئے اعضا کو واپس کیا اور پھر میں نے اسے بادشاہ کے پاس بھیجا تو کہتا ہوا چلا، میں اپنی اس حالت پہ راضی ہوں جس حالت پر تو راضی ہے، اور اس نے اس طرح نہیں کہا جیسا کہ تو نے پہلے ہی بار میں کہا: مجھے تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں وہ لوگ مجھے قتل نہ کر دیں۔

حدیث نمبر(۲۸)

مجھ سے حدیث بیان کی ابراہیم بن سعید بن جوہری نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی ابو اسامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی اعمش نے، اور وہ روایت کرتے ہیں مسلم سے اور وہ مسروق سے، وہ فرماتے ہیں:

جنگل میں ایک آدمی رہتا تھا، اس کے پاس ایک کتا، ایک گدھا اور ایک مرغا تھا، مرغا

انھیں نماز کے لیے بیدار کرتا تھا، اور وہ گدھے پر پانی لاد کر لاتے لے جاتے تھے، وہ ان کا خیمہ اٹھاتا تھا، اور کتا ان کی نگرانی کرتا تھا، راوی فرماتے ہیں: ایک لومڑی آئی اس نے مرغے کو پکڑ لیا، مرغا کے جانے پر وہ رنجیدہ ہوئے، اور وہ آدمی بہت ہی نیک تھا، اس نے کہا: ہوسکتا ہے کہ بہتری اسی میں ہو، پھر وہ لوگ ٹھہرے رہے جب تک اللہ نے چاہا، پھر ایک بھیڑیا آیا، اور گدھے کے شکم کو چیر دیا، اور اسے مار ڈالا، تو وہ لوگ گدھے کے مرنے کی وجہ سے غمگین ہوئے، تو پھر اس صالح شخص نے کہا: ہوسکتا ہے اسی میں خیر ہو، پھر کچھ دن بعد کتا بھی مر گیا، تو پھر اس نیک طینت شخص نے کہا: ہوسکتا ہے اسی میں بھلائی ہو، پھر کچھ دن تک معاملہ ایسا ہی رہا ایک دن ان لوگوں نے صبح کے وقت دیکھا کہ ان کے ارد گرد کے سارے لوگ قید کر دے گئے ہیں اور یہ لوگ بچے ہوئے ہیں، راوی فرماتے ہیں: ان لوگوں کو صرف شور و غل کی وجہ سے پکڑا گیا اور ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جو شور و غل کرتی، کیوں کہ ان کا کتا، ان کا گدھا اور مرغا سب ختم ہو گئے تھے۔

حدیث نمبر (۲۹)

مجھ سے حدیث بیان کی احمد بن ابراہیم بن کثیر عبدی نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے خلف بن ولید نے حدیث بیان کی، اور وہ عبدالرحیم بن زید حواری عمی سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت سعید بن مسیب علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

حضرت لقمان حکیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی: اے میرے لخت جگر! تجھے جو بھی پسندیدہ یا ناگوار امر پیش آئے بہر حال اپنے دل میں یہی سمجھا کرنا کہ اسی میں تیری بھلائی ہے۔ بیٹے نے کہا: جب تک اس بات کی صحت معلوم نہ ہو جائے میں آپ کی بات نہیں مان سکتا، حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے آؤ! اس نبی کے پاس چلتے ہیں وہاں میری بات کی تصدیق ہو جائے گی، تو بیٹے نے کہا: اے والد بزرگوار! مجھے اپنے ساتھ لے چلیے، راوی فرماتے ہیں: وہ دونوں باپ بیٹے الگ الگ گدھے پر سوار ہو کر نکلے، اور انہوں نے مناسب و عمدہ زاد راہ لیا، پھر کئی دن اور کئی رات چلتے رہے، حتی کہ بے آب و گیا میدان نظر آیا،

اور وہ دونوں اس میں داخل ہو گئے، وہ چلتے رہے جب تک اللہ نے چاہا، حتیٰ کہ دوپہر کا وقت ہو گیا، دن بلند ہو گیا، اور دھوپ سخت ہو گئی، اور ان کا توشہ اور پانی بھی ختم ہو گیا، ان کے گدھے سست رفتار ہو گئے تو یہ اتر کر پیدل چلنے لگے، اتنے میں حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے سامنے سیاہی اور دھواں دیکھا تو انہوں نے اپنے دل میں کہا: سیاہی تو درخت ہے اور دھواں آبادی کا نشان، دونوں چل ہی رہے تھے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کے بیٹے نے راستے میں ابھری ہوئی ایک ہڈی کو روند ڈالا، ہڈی اس کے تلوے میں گھس کر اوپر سے نظر آنے لگی، تو حضرت لقمان علیہ السلام کا بیٹا بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب حضرت لقمان علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کا بیٹا زمین پر پڑا ہوا ہے تو وہ دوڑ کر اس کے پاس گئے اور سینے سے لگا لیا، اور اپنے دانتوں سے ہڈی کو نکالا، اور اپنا عمامہ پھاڑ کر اس سے اس کے پاؤں کو باندھ دیا، پھر آپ نے اپنے بیٹے کی رخ کی طرف نظر کی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اور آنسوں کا ایک قطرہ بیٹے کے رخسار پر گرا، تو اسے ہوش آ گیا۔ اس نے اپنے والد کو روتے ہوئے دیکھا، تو کہا: اے میرے والد! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حالاں کہ آپ کہتے ہیں یہ میرے لیے بہتر ہے، تو یہ میرے لیے بہتر کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ آپ رو رہے ہیں، اور ہمارے کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں ہیں اور ہم اس بے آب و گیاہ صحرا میں ہیں، اگر آپ مجھے میری حالت پر چھوڑ کر جائیں گے تو دائمی رنج و غم لے کر جائیں گے، اور اگر آپ میرے ساتھ رکیں گے تو ہم سب مر جائیں گے تو یہ میرے لیے کیسے بہتر ہو سکتا ہے جب کہ آپ رو رہے ہیں؟ تو حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹے! رہا میرا رونا تو میں نے چاہا کہ دنیا کا جو کچھ میرے حصے میں ہے سب تجھ پر قربان کر دوں، لیکن میں باپ ہوں اور میرے ساتھ باپ کی نرمی ہے، اور رہی وہ بات جو تم نے کہی کہ یہ میرے لیے کیسے بہتر ہو گا، تو اے میرے بیٹے! ہو سکتا ہے کہ جس مصیبت میں تو گرفتار ہوا اس کی وجہ سے بڑی مصیبت ٹال دی گئی ہو اور یہ مصیبت ٹالی گئی مصیبت سے آسان ہو۔

یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت لقمان علیہ السلام کی نظر اپنے سامنے پڑی تو اس دھویں اور سیاہی کو نہیں دیکھا، تو انہوں نے اپنے دل میں کہا: میں نے کچھ نہیں دیکھا تھا پھر

سوچا ضرور کچھ دیکھا ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ جو چیز دیکھی ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے کوئی چیز پیدا کردی ہے۔ وہ ابھی اس معاملے میں غور ہی کررہے تھے کہ اچانک ان کی نظر اپنے سامنے کے ایک شخص پر پڑی جو چت کبرے گھوڑے پر سوار ہوکر آیا تھا اور اس کے جسم پر سفید لباس اور سفید عمامہ تھا، اور وہ ہواؤں کو چھوتا تھا اور وہ مسلسل ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا، حتیٰ کہ وہ ان کے قریب ہوگیا اور ان سے چھپ گیا پھر چیخ کر بولا: آپ حضرت لقمان [علیہ السلام] ہیں؟ تو آپ نے کہا: ہاں! پھر کہا: آپ حکیم ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ایسا ہی تو کہا جاتا ہے اور ایسے ہی میرے رب نے مجھے مبعوث فرمایا ہے، پھر کہا: آپ کے اس بیوقوف بیٹے نے آپ سے کیا کہا؟ تو حضرت لقمان علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے بندے! آپ کون ہیں؟ میں آپ کی گفتگو تو سن رہا ہوں مگر آپ کا رخ نہیں دیکھ رہا ہوں، تو انہوں نے فرمایا: میں جبرئیل ہوں، مجھے تو مقرب، معزز فرشتہ اور نبی مرسل ہی دیکھ سکتا ہے اگر یہ آپ کا بیٹا نہیں ہوتا تو آپ بھی مجھے دیکھ لیتے، اب بتایئے! آپ کے اس بیوقوف بیٹے نے کیا کہا؟

راوی فرماتے ہیں: حضرت لقمان علیہ السلام نے کہا: اگر آپ جبرئیل ہیں؟ تو میرے بیٹے نے کیا کہا؟ اس کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں، تو جبرئیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھے آپ دونوں کے معاملے کا کچھ بھی علم نہیں ہے، مگر آپ دونوں کے نگہ بان فرشتے میرے پاس اس وقت آئے کہ میرے رب نے مجھے اس شہر کے باشندوں اور مضافات کو دھنسانے کا حکم دیا تھا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ دونوں اس شہر میں جانا چاہتے ہو، تو میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ دونوں کو مجھ سے جیسے چاہے روکے رکھے، تو اللہ نے آپ کے بیٹے کو اس مصیبت میں ڈال کر آپ دونوں کو مجھ سے بچائے رکھا۔ اگر آپ کا بیٹا اس آزمائش میں نہ پڑتا تو میں آپ دونوں کو ان لوگوں کے ساتھ دھنسا دیتا۔

راوی فرماتے ہیں: پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لڑکے کے قدم پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ سیدھا کھڑا ہوگیا، کھانے کے توشہ دان پر ہاتھ پھیرا تو وہ کھانے سے بھر گیا اور پانی کے برتن پر ہاتھ پھیرا تو وہ پانی سے بھر گیا، پھر ان دونوں کو اور ان کے گدھوں کو اٹھایا اور ان دونوں کو ان

کے گدھے کے ساتھ اڑا کر بھیج دیا۔ جیسا کہ پرندوں کو اڑا کر بھیجا جاتا ہے وہ دونوں چند دنوں کے بعد اسی گھر میں پہنچ گئے جہاں سے نکلے تھے۔

حدیث نمبر (۳۰)

ہم سے حدیث بیان کی علی بن جعد نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی ابن عیینہ نے، وہ ابوسوداء سے روایت کرتے ہیں اور وہ مجلز لاحق بن حمید سے، وہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

جس حال میں بھی میری صبح ہو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی، چاہے پسندیدہ حالت میں ہو یا ناگواری کی حالت میں، اس لیے کہ مجھے اپنی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیزوں میں بہتر کا علم نہیں۔

حدیث نمبر (۳۱)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی حکیم بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ براثی کو کہتے ہوئے سنا:

جس شخص کو رضا و خوشنودی دی گئی تو وہ افضل رتبہ پر پہنچ گیا۔

حدیث نمبر (۳۲)

مجھے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی مسکین بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ہداب کو کہتے ہوئے سنا:

مجھ سے ایک عابد نے کہا: اگر تو اللہ تعالیٰ کی عطا پر راضی رہے گا وہ تم پر اپنی عطا کی ہوئی چیزوں میں حساب کو ہلکا کر دے گا۔

حدیث نمبر (۳۳)

مجھے حدیث بیان کی سریج بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی مروان بن معاویہ نے، وہ بصرہ کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ سے اور وہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے معمولی اور کم رزق پر راضی ہوا تو اللہ تعالیٰ اس سے عمل

قلیل پر راضی ہو جائے گا۔

حدیث نمبر(۳۴)

محمد بن ادریس نے کہا: وہ فرماتے ہیں: مجھے خبر دی ابن ابوحواری نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ نباجی کو کہتے ہوئے سنا:

اگر اللہ تجھے عطا کرے گا تو بے نیاز کر دے گا، اور اگر تجھ سے اپنی نوازش وعنایت کو روک لے گا تو تجھے راضی کر لے گا۔

حدیث نمبر(۳۵)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن ادریس نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی احمد بن ابوحواری نے، وہ روایت کرتے ہیں، ابوعبداللہ نباجی سے، وہ فرماتے ہیں:

اگر تم ابدال بننا چاہو تو اللہ کی مشیت سے محبت کرو اور جو بھی اللہ کی مشیت سے محبت کرتا ہے تو اس کے پاس اللہ کا جو بھی فیصلہ اور حکم آتا ہے وہ اس کو پسند ہی کرتا ہے۔

حدیث نمبر(۳۶)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی احمد بن ابوحواری نے وہ روایت کرتے ہیں ابوعبداللہ نباجی سے وہ فرماتے ہیں:

اللہ کی مخلوق میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو صبر سے حیا کرتے ہیں، اگر وہ لوگ اپنی تقدیر کے مواقع کو جان لیں تو وہ جلدی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

حدیث نمبر(۳۷)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی ابراہم بن داؤد نے، وہ فرماتے ہیں:

ایک حکیم نے کہا: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو خندہ پیشانی سے مصائب کا سامنا کرتے ہیں، تو دوسرے نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں، جن کے دل دنیا کی خواہشات سے پاک وصاف ہیں۔

حدیث نمبر(۳۸)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حارث خزاز نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی سیار نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عبدالصمد بن معقل نے، وہ حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زبور میں پایا، اے داؤد! کیا تم جانتے ہو؟ پل صراط پر تیزی کے ساتھ گزرنے والے کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے حکم سے راضی رہتے ہیں اور ان کی زبان میرے ذکر سے تر رہتی ہے۔

حدیث نمبر(۳۹)

ہم سے حدیث بیان کی عباس بن یزید نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی یعلیٰ بن عبدالرحمٰن نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی سیار بن سلامہ نے، وہ فرماتے ہیں: میں حضرت ابوالعالیہ علیہ الرحمۃ کے پاس ان کے مرض الموت کے وقت گیا تو انہوں نے کہا: میرے نزدیک وہی چیز محبوب ہے جو اللہ ربّ العزت کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہے۔

حدیث نمبر(۴۰)

ہم سے حدیث بیان کی ابو کریب نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی محاربی نے، وہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ہم زبید یامی کی عیادت کر رہے تھے تو ہم کہتے تھے:

اے اللہ! اس کو شفا دے، تو وہ کہتے: اے اللہ! میرے لیے بہتر کا انتخاب فرما، اے اللہ! میرے لیے بہتر کا انتخاب فرما۔

حدیث نمبر(۴۱)

مجھ سے حدیث بیان کی سلمہ بن شبیب نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی سہل بن عاصم نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی محمد بن عیینہ نے، اور وہ مخلد بن

حسین سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

بصرہ میں ایک شداد نامی شخص تھا، اسے جذام کی بیماری ہوگئی جس سے اعضا تباہ ہو گئے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کے اصحاب ان کی عیادت کے لیے گئے تو ان لوگوں نے ان سے پوچھا تمہیں کیسا محسوس ہو رہا ہے؟ تو انہوں نے کہا: بہتر ہے، پھر کہا: جب سے میں اس مصیبت میں گھرا ہوں رات کا وظیفہ نہ چھوٹا، مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں نماز باجماعت میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔

حدیث نمبر (۴۲)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن ادریس نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عمرو بن اسلم عابد نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابو معاویہ اسود کو اللہ کے ارشاد:

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

(النحل:۹۷)

ترجمہ:

ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے۔

کے بارے میں کہتے ہوئے سنا: یہ رضا اور قناعت ہے۔

حدیث نمبر (۴۳)

مجھ سے حدیث بیان کی موسیٰ بن عمران نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے اسد بن موسیٰ نے مرفوعا حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں:

قیامت کے دن اللہ کے مقرب بندے وہ ہوں گے جو اللہ کا خوف رکھنے والے، اس کے فیصلے پر راضی رہنے والے، اس کی بارگاہ میں تواضع کرنے والے، اس کی نعمتوں کا شکر اور اس کا ذکر کرنے والے ہیں۔

حدیث نمبر (۴۴)

مجھ سے حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث

بیان کی حاتم بن اسماعیل نے، وہ روایت کرتے ہیں، عبدالملک بن حسن سے، اور وہ محمد بن کعب سے، وہ فرماتے ہیں:

موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے عرض کی: اے میرے پروردگار! تیری مخلوق میں سب سے بڑا گنہگار کون ہے؟ تو اللہ نے ارشاد فرمایا: وہ جو مجھ پر بہتان تراشی کرتا ہے، پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: مولا! کوئی ایسا بھی ہے جو تجھ پر تہمت لگاتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ شخص جو مجھ سے طلب خیر کی دعا کرتا ہے اور میرے فیصلے سے راضی نہیں ہوتا ہے۔

حدیث نمبر (۴۵)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن قدامہ نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی موسیٰ بن داؤد نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی ریاح قیسی ابومہاجر نے، وہ روایت کرتے ہیں حسن سے، وہ فرماتے ہیں:

حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اطہر سے کیڑے زمین پر گرتے تھے تو آپ انہیں پکڑ کر ان کی جگہ پر رکھ دیتے، اور کہتے: اللہ کے رزق سے کھاؤ۔

حدیث نمبر (۴۶)

ہم سے حدیث بیان کی ابوسعید مدینی نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی اسحاق بن محمد فروی نے اور ان سے مالک نے اور وہ روایت کرتے ہیں حضرت یحییٰ بن سعید علیہ الرحمۃ سے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کہتے تھے:

مجھے ان مطالبات نے چھوڑ دیا اور مجھے ان تمام معاملات میں سے کسی کی حاجت نہیں ہے مگر ان مواقع کی جن کو اللہ نے مقدر فرما دیا ہے، اور آپ اکثر یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے تو اپنی قضا سے راضی کر لے، اور تو اپنے نوشتہ تقدیر میں میرے لیے برکت عطا فرما حتیٰ کہ جس شے کو تو نے مؤخر کیا ہے اس میں عجلت نہ چاہوں اور جس شے میں تو نے جلدی کی ہے اس میں تاخیر کو پسند نہ کروں۔

حدیث نمبر (۴۷)

ہم سے حدیث بیان کی ابو سعید مدینی نے، انھوں نے فرمایا: ہم سے حدیث بیان کی اسماعیل بن ابو اویس نے، انہوں نے فرمایا: ہم سے حدیث بیان کی مالک نے:

انہیں خبر ملی کہ حضرت ابو درداؓ ایک شخص کے پاس ایسے وقت میں گئے کہ وہ نزع کی حالت میں تھا، اور اللہ کی حمد بیان کر رہا تھا، تو حضرت ابو درداؓ نے کہا: ٹھیک ہے تو نے اچھا کیا: یقیناً جب اللہ ربّ العزت کوئی فیصلہ فرماتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ بندہ اس سے راضی ہو۔

حدیث نمبر (۴۸)

ہم سے حدیث بیان کی احمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی اور وہ حضرت سلیمان خواص علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

ایک شخص کے بیٹے کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ اس کے پاس گئے، وہ شخص بڑا صابر تھا، تو قوم کے ایک شخص نے کہا: خدا کی قسم! یہی تو رضا ہے، تو حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اور صبر کیا ہے؟ تو راوی۔ سلیمان نے کہا: صبر رضا سے کم تر ہے، اس لیے کہ رضا یہ ہے کہ آدمی نزول مصیبت سے پہلے ہی راضی ہو جائے، چاہے وہ مصیبت جیسی بھی ہو، اور صبر یہ ہے کہ بندہ مصیبت میں گرفتار ہونے کے بعد صبر کرے۔

حدیث نمبر (۴۹)

ہم سے حدیث بیان کی علی بن ابراہیم یشکری نے، انہوں نے فرمایا: ہم سے حدیث بیان کی یعقوب بن محمد زہری نے انہوں نے فرمایا: ہم سے حدیث بیان کی عبد اللہ بن وہب نے، وہ روایت کرتے ہیں حارث بن یزید سے، وہ علی بن رباح سے اور وہ حضرت جنادہ بن امیہ علیہ الرحمۃ سے، انہوں نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کو کہتے ہوئے سنا:

بارگاہ رسالت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سا عمل زیادہ افضل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ پر ایمان لانا، اس کے رسول کی تصدیق کرنا، اور اس کی راہ میں جہاد کرنا، تو اس شخص نے کہا: میں اس سے اور آسان چاہتا ہوں، تو آپ نے

ارشادفرمایا: تو اپنے حق میں اللہ کے کسی فیصلے پر تہمت نہ لگا۔

حدیث نمبر (۵۰)

مجھ سے حدیث بیان کی عبدالرحیم بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں:

کہ میں، فرقد سنجی، محمد بن واسع اور حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ اپنے ایک بھائی سے ملاقات کے لیے گئے جو ملک فارس میں رہتا تھا، جیسے ہی ہم نے ''رام ھرمز'' کو پار کیا ایک پہاڑ کے دامن میں روشنی دیکھی تو ہم لوگ اس کی جانب دوڑ کر گئے، وہاں ایک جذامی شخص کو دیکھا اس کے بدن سے پیپ اور خون بہہ رہا تھا، ہم میں سے ایک نے کہا: اے بھائی! اگر تم اس شہر میں چلتے تو اس بیماری کا اعلاج و معالجہ کراتے، تو اس نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی پھر کہا: اے اللہ! تو ایسے لوگوں کو لایا جو مجھے تجھ سے ناراض کرتے ہیں، تیری ہی لیے بزرگی اور تیری رضا اس میں ہے کہ میں کبھی بھی تیری مخالفت نہ کروں۔

حدیث نمبر (۵۱)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن مطرف نے خبر دی اور وہ زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! امت مرحومہ کون ہے؟ تو اللہ نے ارشاد فرمایا: احمد کی امت ہے جو کم عطا پر بھی راضی ہوں گے، میں بھی ان کے کم عمل سے خوش ہوں گا، ان کے لا إلہ الا اللہ کہنے پر میں انہیں جنت میں داخل کر دوں گا۔

حدیث نمبر (۵۲)

ہم سے حدیث بیان کی حسین بن عبدالرحمٰن نے، اور وہ اپنے بعض افراد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

حضرت عزیر علیہ السلام نے کہا: اے میرے معبود! تو نے اس شخص کے لیے کیا انعام رکھا ہے؟ جس نے تجھ سے خالص محبت کی، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں اس کے معمولی عمل

پر راضی ہوجاتا ہوں اور اس کو بہت ہی عظیم مرتبہ عطا کرتا ہوں۔

حدیث نمبر (۵۳)

ہم سے حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عمرو بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عبداللہ بن ادریس نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی ربیعہ بن عثمان مدینی نے، اور وہ محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت کرتے ہیں، وہ اعرج سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مضبوط اور قوی مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ محبوب و بہتر ہے، اور ہر ایک (یعنی قوی و کمزور دونوں) میں بھلائی ہے، اپنی منفعت کی چیزوں پر حرص کرو اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز مت بنو اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا، لیکن یہ کہو جو میرے مقدر میں تھا اور جو اللہ نے چاہا کیا، کیوں کہ لفظ ''لو'' شیطانی وسوسے کی راہ کھولتا ہے اور ورغلاتا ہے۔

حدیث نمبر (۵۴)

مجھ سے حدیث بیان کی خلف بن ہشام نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی حماد بن زید نے، وہ یونس سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوالعلاء بن عبداللہ شخیر سے اور وہ بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میرا یہ گمان ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے یہ حدیث مرفوعاً روایت کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی عطا کردہ چیزوں میں آزماتا ہے۔ تو جو اپنے لیے اللہ کی تقسیم پر راضی ہو، تو اللہ اس میں برکت دیتا ہے اور فراخی پیدا فرماتا ہے، اور جو اس پر راضی نہ ہو تو اللہ اس کے لیے اس میں برکت کا نزول نہیں فرماتا۔

حدیث نمبر (۵۵)

مجھ سے حدیث بیان کی حمزہ بن عباس نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبدان بن عثمان نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبداللہ بن مبارک نے وہ کہتے ہیں: ہمیں خبر دی عبداللہ

بن بجیر نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے ابوالعلاء شخیر نے مرفوعاً حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو جو اس کی قسمت رکھا ہے اس کو اس پر راضی کر دیتا ہے اور اس میں برکت نازل فرماتا ہے، اور جب اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں فرماتا ہے تو جو اس کے لیے مقدر فرمایا ہے اس پر راضی نہیں کرتا اور اس میں اس کے لیے برکت کا نزول بھی نہیں فرماتا ہے۔

حدیث نمبر (۵۶)

ہم سے حدیث بیان کی حمزہ بن عباس نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عبدان نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عمارہ بن زاذان نے، وہ حضرت مکحول علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا:

آدمی اللہ سے خیر کی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جب اس کو بہتری کی رہنمائی کرتا ہے، تو وہ اپنے رب پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے، تو انجام کار تھوڑی مدت کے بعد اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہی اس کے لیے بہتر تھا۔

حدیث نمبر (۵۷)

مجھ سے حدیث بیان کی حمزہ نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عبدان نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی سفیان نے، وہ روایت کرتے ہیں، حضرت سلیمان سے اور وہ خیثمہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ سے، وہ فرماتے ہیں:

آدمی جب تجارت یا امارت کے کسی کام پر جھانکتا ہے حتیٰ کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس پر قادر ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ ساتوں آسمان سے اوپر اس کا تذکرہ فرماتا ہے، اور فرشتوں سے کہتا ہے: جاؤ! اس چیز کو میرے اس بندے سے دور کر دو، اس لیے کہ اگر میں اس کے لیے اس کو آسان کر دوں گا اسے جہنم میں داخل کر دوں گا، فرشتہ آتا ہے اور اس کو اس سے باز رکھتا ہے اور اس شئے

کواس سے دور کردیتا ہے تو وہ اپنے پڑوسیوں سے بدفالی لینے لگتا ہے کہ فلاں نے مجھ پر مصیبت ڈالی،فلاں مجھ سے سبقت لے گیا۔حالاں کہ اس چیز کو اس سے اللہ نے ہی روک رکھا ہے۔

حدیث نمبر(۵۸)

مجھ سے حدیث بیان کی حمزہ بن عباس نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبدان نے،وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبداللہ نے،وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی بقیہ بن ولید نے،وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی بحیر بن اسد نے اور وہ خالد بن معدان سے روایت کرتے ہیں،وہ فرماتے ہیں: ہم سے مرثد ہمدانی نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابودرداﷺ نے فرمایا:

ایمان کی بلندی کی چار خصلتیں ہیں:

(۱)حکم خداوندی پر صبر کرنا۔

(۲)تقدیر پر راضی ہونا۔

(۳)توکل میں مخلص ہونا۔

(۴)رب کی اطاعت کرنا۔

حدیث نمبر(۵۹)

مجھ سے حدیث بیان کی حمزہ نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبدان نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبداللہ نے،اور وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی ہشام نے،اور وہ حضرت حسن علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب میں اپنے اہل خانہ کے پاس لوٹتا ہوں تو ان کو جس حال میں بھی دیکھتا ہوں مجھے کوئی پروا نہیں ہوتی وہ خوشحال ہوں یا بدحال ہوں،اور میں جس حال پر بھی صبح کروں یہ خواہش نہیں کرتا کہ اس کے علاوہ دوسری حالت پر ہو جاؤں۔

حدیث نمبر(۶۰)

مجھ سے حدیث بیان کی حمزہ نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبدان نے، وہ

فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی جریر بن حازم نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے حمید بن ہلال کو بیان کرتے ہوئے سنا: وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی مطرف نے وہ فرماتے ہیں: میں ایک روز حضرت عمران بن حصین ﷛ کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا:

قسم خدا کی! میں تمہیں جس مصیبت میں گرفتار دیکھ رہا ہوں اور جس مصیبت کا تم سامنا کرو گے اس وجہ سے تمہارے پاس آنا چھوڑ دوں گا، تو انہوں نے کہا: آپ ایسا نہ کریں واللہ مجھے وہی محبوب ہے جو اللہ کو محبوب ہے، تو جریر بن حازم نے کہا: ان کا پیٹ مرض کے پانی سے بھرا ہوا تھا اور وہ سوراخ شدہ تختے پر تیس سال تک پڑے رہے۔

حدیث نمبر (٦١)

ہم سے حدیث بیان کی احمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم نے، وہ یونس سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت حسن علیہ الرحمۃ سے، وہ فرماتے ہیں:

حضرت عمران بن حصین ﷛ بیمار ہوئے تو ان کا ایک پڑوسی عیادت کے لیے گیا، انہوں نے اسے عیادت میں سست پایا، تو آپ نے اس سے کہا: اے ابونجید! میں تجھے جس مشقت میں دیکھ رہا ہوں وہ مجھے تیری عیادت سے روک رہی ہے، تو اس نے کہا: آپ ایسا نہ کریں، میں اسی کو پسند کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، تو تم اسے میرے لیے برا نہ سمجھو جو تم دیکھ رہے ہو، تمہارا کیا خیال ہے کہ جب وہ میرے گذشتہ گناہوں کا بدلہ ہو اور مجھے بقیہ گناہوں کے درگذر کی امید ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيرٍ

(الشوریٰ:۳۰)

ترجمہ:

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو

معاف فرما دیتا ہے۔

حدیث نمبر (۶۲)

ہم سے حدیث بیان کی احمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی ہشام نے، وہ روایت کرتے ہیں حسن سے اور وہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے، بیماری کی وجہ سے ان کے شکم میں پانی جمع ہو گیا، وہ تو تیس سال تک تخت پر پڑے رہے، راوی فرماتے ہیں:

فرشتے انہیں سلام کرتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے وصال سے دو سال پہلے اپنے بدن کو داغ لیا تو جب انہوں نے اپنے بدن کو داغا تو ان پر سلام آنا بند ہو گیا پھر دوبارہ وہ بیماری آ گئی۔

حدیث نمبر (۶۳)

مجھ سے حدیث بیان کی احمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی وکیع نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ روایت کرتے ہیں منصور سے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ الرحمۃ سے، وہ فرماتے ہیں:

امّ اسود چلنے پھرنے سے معذور ہو گئیں تو ان کی بیٹی پریشان ہو گئی، تو انہوں نے کہا: پریشان مت ہو، اے اللہ! اگر یہ بہتر ہے تو اس میں اور اضافہ فرما۔

حدیث نمبر (۶۴)

ہم سے حدیث بیان کی علی بن حسن بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں:

ایک شخص نے کہا: میں مصیبت والوں کا امتحان لوں گا پھر کہا: میں طرسوس کے ایک شخص کے پاس گیا اس کے اعضا کو بیماری نے سڑا دیا تھا، تو میں نے اس سے کہا: تمہارا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا: بخدا میرا یہ حال ہے کہ ہر رگ اور ہر عضو علاحدہ علاحدہ طور پر تکلیف پہنچا رہا ہے، اگر روم والے مجھ پر مطلع ہوتے تو کافر و مشرک ہونے کے باوجود میرے موجودہ حال پر ضرور رحم کرتے، اور یہ سب اللہ دیکھ رہا ہے، مجھے وہی پسند ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، میرے رب نے جو مقدر فرمایا ہے اسی چیز کو مجھ سے لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھ سے ان اعضا کو ختم

کر دے جس سے میں نے گناہ کیا ہے، اور صرف میری زبان باقی رہے تاکہ میں اللہ کا ذکر کر سکوں، تو ایک شخص نے اس سے کہا: آپ کو یہ بیماری کب لاحق ہوئی ہے؟ تو اس نے جواب دیا: کیا تجھے یہ بات کافی نہیں کہ تمام مخلوق اللہ کے بندے اور اس کے محتاج ہیں، جب بندوں پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں اور اللہ بندوں سے شکایت نہیں کرتا۔

حدیث نمبر (۶۵)

مجھ سے حدیث بیان کی حضرت علی بن حسن علیہ الرحمۃ نے، وہ فرماتے ہیں:

مصیصہ میں ایک شخص تھا اس کے نیچے کا نصف حصہ ختم ہو چکا تھا اور اس کے جسم کے کچھ ہی حصوں میں روح بچی تھی، وہ ایک سوراخ کیے ہوئے تخت پر پڑا صبر کر رہا تھا اس کے پاس ایک آنے والا آیا اس نے اس سے پوچھا: اے ابو محمد! تو نے کس حال میں صبح کی؟ تو اس نے کہا: دنیا کی بادشاہت ختم ہو کر اللہ کی بارگاہ تک جانے والی ہے اور مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسلام پر میرا خاتمہ فرمائے۔

حدیث نمبر (۶۶)

محمد بن حسن نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی خلف بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک گرفتار بلا اپاہج کو کہتے ہوئے سنا: تیری عزت وجلال کی قسم! اگر تو شیر کو حکم دیتا اور وہ میرے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا، میں تیری توفیق سے اور زیادہ صبر کرتا، خلف نے کہا: مرض جذام نے اس کے ہاتھ پاؤں اور بدن کے اکثر حصوں کو تباہ کر دیا تھا۔

حدیث نمبر (۶۷)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن ابو قاسم نے، جو بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام ہیں تقریباً سو سال کی عمر کو پہنچ گئے ہیں، ایک عابد نے ایک سرکش شخص کو نصیحت کی تو اس کی وجہ سے اس نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم دے دیا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو عبادت خانے میں لا کر چھوڑ دیا گیا، تو اس کے بھائی اس کی تعزیت کے لیے آئے تو اس نے کہا:

مجھے تسلی نہ دو! لیکن مجھے مبارک باد پیش کرو اس مصیبت پر جو اللہ کی جانب سے مجھے

عطا کی گئی، پھر اس نے کہا: اے اللہ! میں اپنے پسندیدہ مقام میں آ گیا ہوں اور عجائبات کو دیکھ رہا ہوں، اے میرے معبود! تو جو تجھے اذیت پہنچاتا ہے تو اس پر انعام فرما کر محبت کرتا ہے، تو تو اس سے کیسی محبت فرماتا ہوگا جس کو تیری راہ میں اذیت پہنچائی جاتی ہے۔

حدیث نمبر (۶۸)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عباس بن موسیٰ نے، وہ روایت کرتے ہیں محمد بن مسعود یربوعی سے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عطیہ بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں:

میں نے جمعہ کی نماز پڑھی پھر واپس آ کر یونس بن عبید کے پاس بیٹھا، حتیٰ کہ ہم نے عصر کی نماز پڑھ لی، تو یونس نے کہا: کیا تمہیں فلاں کے جنازے میں جانا ہے؟ تو پھر ہم بنی سعد کی جانب گئے اور نماز جنازہ پڑھی، پھر کہا: کیا تمہیں فلاں عابد کی عیادت کو جانا ہے؟ تو ہم ایسے شخص کے پاس آئے جس کے منہ میں اذیت رساں بیماری ہو گئی تھی حتیٰ کہ وہ اس کے داڑھ سے ظاہر ہوتی تھی، وہ شخص جب گفتگو کرنا چاہتا تو ایک پیالہ پانی اور روئی منگاتا اور اپنی زبان کو تر کرتا جب زبان تر ہو جاتی تو پھر یہ اچھی گفتگو کرتا، جب ہم اس کے پاس گئے تو اس نے ایسا کرنے کے لیے پیالہ منگایا، وہ اپنی زبان تر کر ہی رہا تھا کہ اچانک اتنے میں اس کی آنکھ کی پتلی پیالے میں گر پڑی تو اس نے دونوں کو لیا اور اپنا ہاتھ ان پر پھیرا، کہا: میں ان دونوں میں چکناہٹ محسوس کرتا ہوں اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اس میں باقی ہوگی، پھر وہ قبلہ رخ ہوا اور کہا: تمام تعریف ثابت ہے اللہ کے لیے جس نے مجھے یہ دونوں آنکھیں عطا کیں اور مجھے اپنی جوانی اور اپنی صحت کے ایام میں ان دونوں سے فائدہ اٹھانے دیا، جب میری زندگی کے ایام ختم ہو گئے اور میری موت کا وقت قریب ہو گیا تو اللہ نے ان دونوں کو لے لیا، تاکہ ان دونوں کا نعم البدل عطا فرمائے، تو حضرت یونس نے کہا: ہم تو تمہیں تسلی دینے آئے تھے مگر اب ہم تم کو مبارک باد پیش کرتے ہیں، تو اس نے کہا: اچھا ہے بہتر ہے، پھر ہم اس کے پاس سے چل پڑے حتیٰ کے ابو رجا عطاردی کے پاس آئے اور ان سے اپنا قصہ بیان کیا، تو انہوں نے کہا: تم بہت ہی اچھی جگہ

گئے تھے کہ تم نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی پھر جنازے کے ساتھ چلے پھر ایک مریض کی عیادت کی پھر ایک بھائی سے ملاقات کی یقیناً تم نے خیر کو پالیا، تم نے خیر کو پالیا اور میں نے بھی بھلائی کو پالیا، کیوں کہ میں نے گزشتہ رات ایک ہزار سے زائد آیات کی تلاوت کی ہے۔

حدیث نمبر(٦٩)

مجھ سے حدیث بیان کی علی بن حسن بن موسیٰ نے، وہ محمد بن سعید سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اشعث بن شعبہ نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں: ابن عون نے کہا:

خوش حالی ہو یا تنگ دستی ہر حال میں اللہ کی قضا پر راضی رہو، کیوں کہ یہ تمہارے غموں کو کم کرنے والا ہے، اور تیرے آخرت کے مطلوب اور مقصود کی طرف پہنچانے والا ہے، اور جان لو کہ بندہ حقیقی رضا کو ہر گز نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کے فقر کی حالت کی رضا مالداری اور خوش حالی کے رضا کی طرح نہ ہو، تم اپنے معاملے میں اللہ کی قضا کیسے طلب کرتے ہو، پھر اگر تم اس کے فیصلے کو اپنی خواہش کے خلاف پاتے ہو تو ناراض ہو جاتے ہو، اور ممکن ہے کہ تیری خواہش اگر تیرے موافق ہوتی تو تو ہلاک ہو جاتا، اور تو اس کے فیصلے پر اس وقت راضی ہوتا ہے جب وہ تیری خواہش کی موافق ہو، اور یہ ایسا اس لیے ہے کہ تجھے غیب کا علم نہیں ہے، اگر تمہاری یہ حالت ہے تو تو کیسے اس کی قضا کا مطالبہ کرتا ہے، تو نے نہ تو اپنے نفس سے پورا حق وصول کیا اور نہ باب رضا تک پہنچا۔

حدیث نمبر(٧٠)

مجھ سے حدیث بیان کی ابو حاتم رازی نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی علی بن صالح بن رستم رازی نے، اور وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی محمد بن حسن صنعانی نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عمر بن عبد الرحمٰن نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمہ کو کہتے ہوئے سنا: حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا:

اے میرے مولا! تیرے بندوں میں سے تیرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض کون ہے؟ تو اللہ نے ارشاد فرمایا: وہ بندہ جس نے مجھ سے کسی معاملے میں خیر طلب کی تو جب

میں نے اس کو بھلائی عطا کی تو اس پہ راضی نہ ہوا۔

حدیث نمبر (۷۱)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن ادریس نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عمرو بن اسلم نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابومعاویہ اسود کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

(النحل:۹۷)

ترجمہ:

تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے۔

کے بارے میں کہتے ہوئے سنا: یہ رضا اور قناعت ہے۔

حدیث نمبر (۷۲)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی عمار بن عثمان نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کی بشر بن بشار مجاشعی نے اور وہ عابدین میں سے تھے، وہ فرماتے ہیں:

میں بیت المقدس میں تین عابدوں سے ملا، تو میں نے ان میں سے ایک سے کہا: مجھے وصیت کیجیے تو انہوں نے کہا: اپنے نفس کو تقدیر کے سپرد کر دے وہ تجھے جس حال میں رکھے، کیوں کہ وہ اس کے لیے زیادہ مناسب ہے کہ وہ تیرے دل کو دنیا سے فارغ کر دے اور تیرے غم کو کم کر دے اور تو اس کی ناراضگی سے بچ اور دور رہ ورنہ وہ تجھ پر ناراضی ڈال دے گا اور تو اس سے غفلت میں رہے گا اور تجھے اس کا شعور بھی نہ ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے دوسرے سے کہا: مجھے وصیت کیجیے تو انہوں نے کہا: میں خود وصیت قبول کرنے والا نہیں کہ تجھ کو وصیت کروں: تو میں نے اس پر ان سے کہا: کہ قریب ہے کہ اللہ مجھے آپ کی وصیت سے نفع بخشے تو اس نے کہا: جب تو وصیت کرنے پر اصرار کر رہا ہے تو محفوظ کر لے، منہیات کے ترک کے ذریعے اللہ کی رضا تلاش کر یہ تجھے اللہ کا مقرب بنا دے گا، پھر یہ کہتے ہیں: میں نے دوسرے سے کہا:

مجھے وصیت کیجئے تو وہ رونے لگے حتیٰ کہ آنسو جاری ہو گئے، پھر انہوں نے کہا: اے میرے بھائی! اپنے معاملے میں رب کی تدبیر کے سوا کوئی دوسری تدبیر تلاش نہ کر، ورنہ تجھ سے پہلے کے لوگ جس کے سبب ہلاک ہوئے، تو بھی ہلاک ہو جائے گا اور جس کے سبب وہ لوگ گمراہ ہوئے تو بھی گمراہ ہو جائے گا۔

حدیث نمبر (۷۳)

مجھ سے حدیث بیان کی حسن بن صباح نے، وہ فرماتے ہیں: ابو عبدالرحمٰن حاتم جرجانی نے کہا: مجھے یہ خبر ملی کہ اللہ کے بہت سے معزز بندے ہیں مگر ان میں سے بعض بعض سے ارفع و اعلیٰ ہیں، میں ایک ایسے شخص کی تعزیت کے لیے گیا ترکوں نے جس کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا تو جیسے ہی اس نے مجھے دیکھا رونے لگا، تو میں نے کہا:

کس بات پر رو رہے ہو؟ حالاں کہ تمہارا بیٹا اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا، تو اس نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن کیا تم یہ سوچتے ہو کہ میں اس کے قتل ہونے کی وجہ سے رو رہا ہوں، ارے میں تو صرف اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ اللہ عزوجل سے اس کی رضا کیسی تھی کہ تلواروں نے اس کو شہید کر دیا۔

حدیث نمبر (۷۴)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن ادریس نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے روح بن عبدالواحد حرانی نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: ہم سے خلید بن دعلج نے حدیث بیان کی، وہ روایت کرتے ہیں، حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ سے، وہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ آپ بنی اسرائیل سے کہہ دیجیے وہ لوگ مجھ سے دو کلمے یاد کر لیں: وہ لوگ ہرگز ہرگز اپنے دین کی سلامتی کے لیے دنیا کی حقیر چیزوں سے راضی نہیں ہوں گے جیسا کہ دنیادار اپنی دنیا کی سلامتی کے لیے دین کی چھوٹی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں۔

حدیث نمبر (۷۵)

مجھ سے حدیث بیان کی مثنیٰ بن عبدالکریم نے، وہ فرماتے ہیں: کہ ہمیں خبر دی زافر

بن سلیمان نے، اور وہ اسماعیل بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوسفیان سے اور وہ سالم بن عبداللہ سے اور وہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے، انہوں نے مرفوعاً بیان کیا کہ:

جس شخص کو رات میں بخار چڑھا اور اس پر صبر کیا اور اللہ کے فیصلے سے راضی رہا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا کہ اس کی ماں نے آج ہی جنا ہو۔

حدیث نمبر(۷۶)

ہم سے حدیث بیان کی ابوکریب نے اور ان سے محاربی نے اور ان سے اعمش نے اور وہ حضرت عمرو بن مرہ علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں کہ:

ربیع بن خیثم کو فالج (لقوہ) کی بیماری لاحق ہو گئی تو ان کے منہ سے پانی بہہ کر ان کی داڑھی پر چلا گیا، تو انہوں نے اپنے ہاتھ کو پوچھنے کے لیے اٹھایا تو نہ پونچھ سکے، تو بکر بن ماعز کھڑے ہوئے اور اس کو صاف کر دیا تو ربیع نے اس کو دیکھا پھر کہا: اے بکر! خدا کی قسم میں یہ نہیں پسند کرتا ہوں کہ یہ جو بیماری مجھے لاحق ہوئی ہے اللہ کی بارگاہ میں سب سے سرکش اور نافرمان مصیبت ہو۔

حدیث نمبر(۷۷)

ہم سے حدیث بیان کی ابوکریب نے اور ان سے محاربی نے اور وہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ہم زبید ایامی کی عیادت کر رہے تھے تو کہتے تھے:

اللہ سے شفا مانگو، تو وہ کہتے: اے اللہ! میرے لیے بہتری فرما، بہتری فرما۔

حدیث نمبر(۷۸)

ہم سے حدیث بیان کی اسحاق بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی وکیع نے اور وہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابی حیان تیمی سے، وہ فرماتے ہیں:

کچھ لوگ حضرت سوید بن مشعبہ علیہ الرحمۃ کے پاس گئے اور وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے افاضل اصحاب میں سے تھے، ان کے گھر والے ان سے کہتے تھے میری جان آپ پر قربان ہو کیا ہم آپ کو کھانا نہیں کھلاتے ہیں؟ کیا ہم آپ کو پانی نہیں پلاتے ہیں؟ راوی فرماتے ہیں: حضرت سوید بن مشعبہ علیہ الرحمۃ نے دبی آواز میں جواب دیا: میری سرین کی ہڈی (ریڑھ کی ہڈی) بوسیدہ ہوگئی اور پہلو پر لیٹنے کی مدت دراز ہوگئی ہے قسم خدا کی یہ بات مجھے خوش نہیں کرے گی کہ اللہ رب العزت مجھے تراشے ہوئے ناخن سے بھی کم کردے۔

حدیث نمبر (۷۹)

ہم سے حدیث بیان کی علی بن حسن نے، وہ روایت کرتے ہیں، عبدہ بن سلیمان سے اور وہ مصعب بن ماہان سے اور وہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ سے، وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ

(الحج:۳۴)

ترجمہ:

اے محبوب خوشی سنادو ان تواضع کرنے والوں کو۔

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے فیصلے سے مطمئن اور راضی ہیں اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔

حدیث نمبر (۸۰)

مجھ سے حدیث بیان کی ابراہیم بن موسیٰ مؤدب نے انہوں نے فرمایا: ہم سے حدیث بیان کی معمر بن سلیمان نے اور وہ حضرت علی بن صالح البکا علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی: ابا جان! آپ مجھ کو مضبوطی سے باندھ لیں! مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ آپ مجھے ذبح کرتے وقت میرے چہرے کی طرف دیکھ لیں تو

کہیں حکم خداوندی کی تکمیل نہ کرسکیں یا کہیں ایسا نہ ہو کہ میری نظر آپ کے رخ انور پر پڑ جائے تو میں آپ کو حکم خداوندی کی تعمیل نہ کرنے دوں۔راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو چہرے کے بل لٹا دیا تو اسی کو اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا:

فَلَمَّآ اَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ

(الصّٰفٰت:۱۰۳)

ترجمہ:

تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا۔

حدیث نمبر(۸۱)

ہم سے حدیث بیان کی یوسف بن موسیٰ نے، انہوں نے فرمایا: ہم سے حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے محمد بن دینار نے حدیث بیان کی کہ وہ فرماتے ہیں: ہم سے ابورجا محمد بن سیف نے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں: میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ اللہ کے ارشاد:

وَاِذِ ابۡتَلٰۤى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

(البقرۃ:۱۲۴)

ترجمہ:

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا۔

کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ستاروں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا تو وہ اس سے راضی رہے، اور انہیں ان کے بیٹے کو ذبح کرنے کے ذریعہ آزمایا، اور ان کا ہجرت میں امتحان لیا تو انہوں نے بسروچشم قبول کیا اور ان کی ختنہ میں آزمائش کی تو وہ راضی بہ رضا رہے۔

حدیث نمبر(۸۲)

ہم سے حدیث بیان کی احمد بن ابراہیم عبدی نے، انہوں نے فرمایا: ہم سے یعلیٰ بن

حارث محاربی نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے میرے والد نے حدیث بیان کی اور وہ حضرت سلیمان بن حبیب علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: جب عبدالملک بن حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا تو ہشام بن غاز نے ان کے پاس جا کر تعزیت کی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے کہا:

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے کہ کسی چیز میں ایسی محبت ہو جائے جو اللہ کی محبت کے خلاف ہو، تو یہ بات میرے لیے اللہ کی جانب سے میری آزمائش اور مجھ پر اس کے احسان کے سلسلے میں میرے لائق نہیں ہے۔

حدیث نمبر (۸۳)

مجھ سے حدیث بیان کی حکم بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی سبرہ بن عبدالعزیز بن سبرہ نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: جب عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز، سہل بن عبدالعزیز اور عمر بن عبدالعزیز کے آزاد کردہ غلام مزاحم یکے بعد دیگرے انتقال فرما گئے، تو ان کے پاس ربیع بن سبرہ گئے تو کہا:

اے امیر المومنین [حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ]! اللہ آپ کو عظیم اجر سے نوازے میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جسے پے در پے آپ جیسی تکلیف پہنچی ہو، قسم خدا کی آپ کے بیٹے کی طرح کسی کا بیٹا نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ کے بھائی کی طرح بھائی دیکھا اور نہ ہی آپ کے غلام کی طرح کبھی کوئی غلام دیکھا، تو امیر المومنین نے اپنے سر کو تکیہ پر جھکا لیا تو ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: حقیقت میں تو نے ان کی ہجو کی ہے۔ روای کا بیان ہے: پھر امیر المومنین نے اپنے سر کو اٹھایا اور فرمایا: اے ربیع! ابھی تو نے کیا کہا؟ تو میں نے اپنی کہی ہوئی بات دہرائی تو امیر المومنین نے فرمایا: نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس نے فیصلہ فرمایا: یا یہ کہا: اس ذات کی قسم جس نے ان پر موت کا فیصلہ کیا، جو چیزیں ہو گئیں ہیں میں ان میں سے کسی کے بارے میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ وہ نہ ہوئیں تو اچھا ہوتا۔

حدیث نمبر(۸۴)

ہم سے حدیث بیان کی اسحاق بن اسماعیل اور احمد بن ابراہیم نے، ان دونوں نے فرمایا: ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا: ہمیں زیاد بن ابوحسان نے خبر دی کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جس وقت انہوں نے اپنے بیٹے عبدالملک کو دفن کیا، انہوں نے فرمایا:

جب ان کی قبر زمین کے برابر کردی گئی تو ان لوگوں نے زیتون کی دو شاخیں لیں، ان میں سے ایک کو ان کے سر کے پاس اور دوسری کو ان کے پاؤں کے پاس رکھا پھر امیر المومنین [حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ] ان کی قبر کے سامنے قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور لوگوں نے ان کا احاطہ کرلیا، تو آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اللہ تجھ پر رحم کرے، بے شک تم اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے اور جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے تم کو عطا فرمایا میں ہمیشہ تم سے خوش ہی رہا۔ اور خدا کی قسم سب سے زیادہ مسرت اور خدا کی طرف سے تمہاری ذات میں سب سے زیادہ ثواب کی امید مجھے اس وقت ہوئی جب میں نے تمہیں اس مقام میں رکھا جہاں اللہ نے تمہارا ٹھکانہ بنایا۔ تو اللہ تجھ پر رحم کرے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے اور تیرے حسن عمل کی بہتر جزا عطا کرے اور تیری خطاؤں کو درگزر کرے اور اس سفارشی پر رحم فرمائے جو تیرے لیے خیر کی سفارش کرے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب، اور ہم اللہ کی قضا سے راضی ہیں اور اس کے حکم کے سامنے سرنگو ہیں اور تمام تعریف اللہ کے لیے جو سارے جہاں کا حقیقی پالنہار ہے، پھر وہ وہاں سے واپس ہو گئے۔

حدیث نمبر(۸۵)

ہم سے حسین بن علی بن یزید صدائی نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں کہ فتح موصلی سے ایک شخص نے کہا:

اللہ سے دعا کیجیے، تو انہوں نے فرمایا: اے اللہ! ہمیں تو اپنی عطا سے نواز دے اور ہم پر اپنے اسرار و رموز کو منکشف نہ فرما اور ہمیں اپنی قضا پر راضی رہنے کی توفیق دے۔

حدیث نمبر(۸۶)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن حارث مقری نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی سیار نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی جعفر نے اور وہ روایت کرتے ہیں عبدالصمد بن معقل سے اور وہ حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور میں پایا:

اے داؤد! تم جانتے ہو کہ فقیروں میں سب سے افضل کون ہے؟ اللہ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو میرے حکم اور میری تقسیم پر راضی ہوتے ہیں اور میری عطا کردہ نعمتوں پر میری حمد بیان کرتے ہیں۔ اے داؤد! کیا تم جانتے ہو کہ مومنوں میں کس کا مرتبہ میرے نزدیک سب سے عظیم ہے؟ یہ وہ شخص ہے جو نہ ملنے والے چیز پر ملنے والی چیز سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔

حدیث نمبر(۸۷)

ہم سے حدیث بیان کی محمد بن یزید آدمی نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اور وہ محمد بن علی سے، ان کے گھر کا ایک آدمی بیمار ہوا تو اس پر وہ رنجیدہ ہوئے پھر انہیں اس کی موت کی خبر دی گئی تو ان کا غم زائل ہو گیا، ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

ہم اپنی پسندیدہ چیزوں میں اللہ سے دعا کرتے ہیں تو جب ہمیں ناپسندیدہ امر پیش آئے تو ہم اس چیز میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کیوں کریں جو اس کو پسند ہے؟

حدیث نمبر(۸۸)

مجھ سے حدیث بیان کی ہارون بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن حسین مخزومی نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی قاسم بن نافع نے اور وہ جسر سے روایت کرتے ہیں اور وہ عامر بن عبد قیس سے، وہ کتاب اللہ کی ان آیات:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔

(الھود:٦)

ترجمہ:

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ

(فاطر:۲)

ترجمہ:

اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(الانعام:۱۷)

ترجمہ:

اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

کے بعد فرماتے ہوئے سنا: مجھے دنیا کی فوت شدہ چیزوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔

حدیث نمبر(۸۹)

مجھ سے حدیث بیان کی قاسم بن ہاشم نے اور وہ محمد بن عبداللہ الحذاء سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: میں نے شعیب بن حرب کو کہتے ہوئے سنا:

مخلوق میں اللہ کے خوف اور اس کی رضا سے کمتر کوئی چیز نہیں ہے۔(یعنی لوگ بہت کم اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کے فیصلے پر راضی ہوتے ہیں)

حدیث نمبر(۹۰)

مجھ سے حدیث بیان کی قاسم بن ہشام نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے اسحاق بن عباد بن موسیٰ نے حدیث بیان کی اور وہ ابوعلی رازی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

میں حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ کی صحبت میں تیس سال تک رہا لیکن میں نے کبھی ان کو ہنستے اور مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا مگر جس دن ان کے بیٹے کا انتقال ہوا اس دن ان کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ تو میں نے اس تعلق سے ان سے گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا: یہ امر اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب تھا تو جو چیز اللہ کو محبوب ہوتی ہے اس سے میں بھی محبت کرتا ہوں۔

حدیث نمبر(۹۱)

مجھ سے حدیث بیان کی فضل بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے یحییٰ بن عمیر عنزی نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: ہم سے ربیع بن صبیح نے حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا: حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے:

اللہ سے راضی ہو جاؤ اللہ تم سے راضی ہو جائے گا اور اللہ کو اپنے نفس کا حق دیا کرو، کیا تو نے اللہ کا ارشاد نہیں سنا؟

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

(المائدۃ:۱۱۹)

ترجمہ:

اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

حدیث نمبر(۹۲)

ہم سے حدیث بیان کی حکم بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے خلیل بن ابوخلیل نے حدیث بیان کی اور وہ صالح بن ابوشعیب سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

اللہ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مصیبت میں صبر کرو اللہ کی قضا وقدر پر راضی ہو جاؤ اور تم ایسے بن جاؤ کہ میں تم سے خوش ہو جاؤں اور میری خوشی اس میں ہے

کہ میری اطاعت کی جائے، نافرمانی نہ کی جائے۔

حدیث نمبر (۹۳)

مجھ سے حدیث بیان کی علی بن ابو جعفر نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے اسد بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: ہم سے عبدالعزیز بن محمد نے حدیث بیان کی اوران سے حفص نے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پراگندہ حال شخص کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا معاملہ ہے؟ اور تمہارا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دنیا کے گزشتہ امور میرے انجام نہ دینے کی وجہ سے غمزدہ کرتے ہیں اور جو باقی ہیں وہ بھی غمزدہ کرتے ہیں تو میرا حال کیسا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تو اپنے نفس کی جانب سے مشقت میں ہے۔ راوی نے فرمایا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے اس کا حال اچھا ہونے کے بعد ملے تو اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ایک دن خواب میں ایک آنے والا آیا تو اس نے اپنی ہتھیلی میرے شانے کے درمیان رکھی حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک دل میں محسوس کی پھر اس نے کہا: کہو، اے اللہ! مجھے نفسِ مطمئنہ عطا کردے جو تیرے وعدوں پر یقین رکھے اور تیرے حکم کے سامنے سرنگو ہوجائے اور تیرے فیصلے کے سامنے سرتسلیم خم کردے، تو قسم خدا کی مجھے اب دنیا کے گزشتہ اور بقیہ امور مجھے غمزدہ نہیں کرتے ہیں! تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے بہت اچھا خواب دیکھا، تو اب اس پر قائم رہ۔

حدیث نمبر (۹۴)

مجھ سے حدیث بیان کی حسن بن صباح نے، انھوں نے فرمایا: ہم سے حضرت سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ نے حدیث بیان کی اور وہ ابو ہارون مدینی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ نے اپنے عدل اور علم سے یقین ورضا میں راحت اور فراخی رکھی، شک اور ناراضگی میں حزن وغم کو رکھا۔

حدیث نمبر(۹۵)

مجھ سے حدیث بیان کی حسن بن صباح نے اور وہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

جو شخص اپنے حق میں اللہ کی تقسیم سے راضی رہتا ہے تو اللہ اس میں اس کے لیے کشادگی اور برکت کا نزول فرماتا ہے، اور جو شخص راضی نہیں ہوتا تو نہ اس میں کشادگی فرماتا ہے اور نہ ہی برکت کا نزول فرماتا ہے۔

حدیث نمبر(۹۶)

مجھ سے حدیث بیان کی حسن نے اور وہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے تمام مفسرین کو ہر جہت سے لفظ "أغنیٰ" کی تفسیر "أرضی" کرتے ہوئے سنا: یعنی جو زیادہ راضی ہوا۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کبھی بھی غنا نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ اللہ کی تقسیم سے راضی ہو جائے۔ تو سمجھو یہی غنا ہے۔

حدیث نمبر(۹۷)

مجھ سے حدیث بیان کی احمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں: ہم سے ابو اسحاق طالقانی نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: ہم سے زافر نے حدیث بیان کی اور وہ ابو رجا سے روایت کرتے ہیں اور وہ عباد بن منصور سے، انہوں نے فرمایا: حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے۔

حدیث نمبر(۹۸)

مجھ سے حدیث بیان کی اسد بن عمار تمیمی نے، انھوں نے فرمایا: ہم سے سعید بن عامر نے حدیث بیان کی اور وہ جویریہ بن اسما سے روایت کرتے ہیں اور وہ نافع سے، وہ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کی طبیعت خراب ہوگئی تو اس پر آپ

کاغم سخت ہو گیا، حتی کہ بعض لوگوں نے کہا: تحقیق کہ ہمیں اندیشہ ہے اس شیخ پر کہ اس بچے پر اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو ان پر بھی مصیبت ٹوٹ پڑے گی پھر وہ بچہ انتقال کر گیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کے جنازے میں نکلے اور کوئی شخص ان سے زیادہ خوش نہیں معلوم ہوتا تھا، تو ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو میرے لیے رحمت ہے کہ جب اللہ کا حکم آیا تو ہم اس سے راضی ہوئے۔

حدیث نمبر(۹۹)

مجھ سے حدیث بیان کی علی بن حسن نے، وہ فرماتے ہیں کہ عبدالواحد بن جریر دمشقی نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور میں ہے:

خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس کے دل میں اللہ ایسی رضا دیکھے جو اجر عظیم کا باعث ہو، اور بشارت ہے اس شخص کے لیے جسے لوگوں کا غم غمزدہ نہ کرے اور جب اسے ایسا غصہ آئے جس میں معصیت ہو تو اسے حلم و بردباری سے پی جائے۔

حدیث نمبر(۱۰۰)

ہم سے حدیث بیان کی عبیداللہ بن جریر عتکی نے، انہوں نے فرمایا: ہم سے علی بن عثمان بن عبدالحمید نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: ہم سے میرے والد نے حدیث بیان کی اور وہ زیاد بن ذاذان سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

میں دنیا میں کسی ایسے حال پر نہ رہا کہ اس کے سوا دوسرے حال پر رہنے سے مجھے خوشی حاصل ہو۔ (یعنی میں جس حال پر ہوں اسی پر خوش ہوں)

حدیث نمبر(۱۰۱)

نصر بن علی نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی میرے والد نے اور وہ شداد بن سعید راسبی سے روایت کرتے ہیں اور وہ غیلان بن جریر سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

جس کو رضا، توکل اور تفویض عطا کی گئی تو محفوظ ہو گیا۔

حدیث نمبر(۱۰۲)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن اسحاق ثقفی نے اور وہ احمد بن ابوحواری سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے ابوسلیمان یعنی دارانی کو کہتے ہوئے سنا: میں رضا، زہد اور ورع کی کوئی حد نہیں جانتا ہوں اور میں ہر چیز کے ذرائع کی ہی معرفت رکھتا ہوں، احمد بن ابوحواری نے فرمایا: میں نے اس کو ان کے بیٹے سلیمان سے بیان کیا: تو انہوں نے کہا:
لیکن میں معرفت رکھتا ہوں، جو شخص ہر چیز میں راضی ہوا تو وہ رضا کی حد کو پہنچ گیا اور جس نے ہر چیز میں زہد اختیار کیا تو وہ زہد کی حد کو پہنچ گیا اور جس میں ہر چیز سے ورع اختیار کیا تو وہ ورع کی حد کو پہنچ گیا۔

حدیث نمبر(۱۰۳)

احمد نے کہا: میں نے ابوسلیمان کو کہتے ہوئے سنا:
زہد کے مقابل ورع کا وہی درجہ ہے جو رضا کے مقابل قناعت کا درجہ ہے۔

حدیث نمبر(۱۰۴)

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے انہوں نے فرمایا:
ایک عالم سے پوچھا گیا کہ کس چیز کے ذریعے رضا والوں تک پہنچا جاتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: معرفت کے ذریعہ، کیوں کہ رضا معرفت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

تمت ہذہ الرسالۃ بفضل اللہ تعالیٰ وتقدس

انتہی الکتاب



اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

ASHRAFIYA ISLAMIC FOUNDATION

Hyderabad, Deccan (India)

تقسیم کار

سنی پبلی کیشنز

SUNNI PUBLICATIONS

2818/6, Gali Garahiya, Kucha Chellan
Darya Ganj, New Delhi-110 002
M. : 9867934085, 7838013425
E-mail : zubair006@gmail.com